عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۲۷/محرم تا ۳/صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹ تا ۲۵/ مارچ ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۴۳

قیمت: ۷ روپے

تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلابی اثرات

والدین کے پانچ حقوق

کامیابی کی ضمانت

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.co

اگر کوئی جانتے ہوئے قادیانی عورت سے نکاح کرلے تو اس کا شرعی حکم:

س:...... اگر کوئی شخص کسی قادیانی عورت سے یہ جاننے کے باوجود کہ یہ عورت قادیانی ہے عقد کرلیتا ہے تو اس کا نکاح ہوا کہ نہیں اور اس شخص کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟

ج:...... قادیانی عورت سے نکاح باطل ہے رہا یہ کہ قادیانی عورت سے نکاح کرنے والا مسلمان بھی رہا یا نہیں؟ اس میں یہ تفصیل ہے کہ:

(الف) اگر اس کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد معلوم نہیں۔ یا

(ب) اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ قادیانی مرتدوں کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا...... تو ان دونوں صورت میں اس شخص کو خارج از ایمان نہیں کہا جائے گا البتہ اس شخص پر لازم ہے کہ مسئلہ معلوم ہونے پر اس قادیانی مرتد عورت کو فوراً علیحدہ کردے اور آئندہ کے لئے اس سے ازدواجی تعلقات نہ رکھے اور اس فعل پر توبہ کرے اور اگر یہ شخص قادیانیوں کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو یہ شخص بھی کافر اور خارج از ایمان ہے۔ کیونکہ عقائد کفریہ کو اسلام سمجھنا خود کفر ہے اس شخص پر لازم ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

قادیانیوں کو مسجد بنانے سے جبراً روکنا کیسا ہے؟

س:...... احمدیوں کو مسجدیں بنانے سے جبراً روکا جارہا ہے کیا یہ جبر اسلام میں آپ کے نزدیک جائز ہے؟

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کے ساتھ کیا کیا تھا؟ اور قرآن کریم نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ شاید جناب کے علم میں ہوگا اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

آپ حضرات دراصل معقول بات پر بھی اعتراض فرماتے ہیں۔ دیکھئے! اس بات پر تو غور ہوسکتا تھا (اور ہوتا بھی رہا ہے) کہ آپ کی جماعت کے عقائد مسلمانوں کے سے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ اسلام میں ان عقائد کی گنجائش ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ طے ہوگیا کہ آپ کی جماعت کے نزدیک مسلمان مسلمان نہیں اور مسلمانوں کے نزدیک آپ کی جماعت مسلمان نہیں تو خود انصاف فرمایئے کہ آپ مسلمانوں کو اور مسلمان آپ کو اسلامی حقوق کیسے عطا کرسکتے ہیں؟ اور ازروئے عقل وانصاف کسی غیر مسلم کو اسلامی حقوق دینا ظلم ہے؟ یا اس کے برعکس نہ دینا ظلم ہے؟

میرے محترم! بحث جبر اکراہ کی نہیں بلکہ بحث یہ ہے کہ آپ نے جو عقائد اپنے اختیار وارادے سے اپنائے ہیں ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے تو آپ کی شکایت بجا ہے نہیں ہوتا تو یقیناً بے جا ہے۔ اس اصول پر تو آپ بھی اتفاق کریں گے اور آپ کو کرنا چاہئے۔

اب آپ خود ہی فرمایئے کہ آپ کے خیال میں اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اور کن چیزوں کے انکار کردینے سے اسلام جاتا رہتا ہے...... اس تنقیح کے بعد آپ اصل حقیقت کو سمجھ سکیں گے جو غصہ کی وجہ سے اب نہیں سمجھ رہے۔

دین دار انجمن کا امام کافر مرتد ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی:

س:...... نیو کراچی میں قادیانیوں کی عبادتگاہ مسجد فلاح دارین میں ''دین دار جماعت'' کا قادیانی پیش امام ہے جو بہت چالاک جھوٹا مکار اور غاصب ہے اس کی مکاری سے کئی کوارٹر حاصل کررکھے ہیں کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کوارٹروں پر خود قبضہ کررکھا ہے اور کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کوارٹروں کے تالے توڑ کر اپنے پالتو بدمعاشوں کا قبضہ کروا رکھا ہے اور کئی مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مسجد کے نام سے رقم وصول کی اور مسجد میں لگانے کے بجائے اپنے گھر میں خرچ کی۔ اور اپنے پالتو بدمعاشوں کی سرپرستی اور عیاشی پر خرچ کی۔ براہ کرم آپ یہ بتائیں جن لوگوں نے لاعلمی میں مسجد کے نام پر اس کو رقم دی اس کا ثواب ان کو ملے گا یا وہ رقم برباد ہوگئی۔ اور ہمارے محلہ کے کچھ لوگ لاعلمی میں اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب ان کو اس کے قادیانی ہونے کا علم ہوا تو نماز چھوڑ دی اب لوگ قریبی بلال مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں جو نمازیں ہم لوگ اب تک قادیانی کے پیچھے لاعلمی میں پڑھ چکے ہیں وہ نمازیں ہوگئیں یا ان کی قضا کرنا پڑے گی یا کوئی اور طریقہ ہے؟

ج:...... ''دین دار انجمن'' قادیانیوں کی جماعت ہے اور یہ لوگ کافر ومرتد ہیں، کسی غیر مسلم کے پیچھے پڑھی گئی نماز ادا نہیں ہوتی۔ جن لوگوں نے غلط فہمی کی بنا پر قادیانی مرتد کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں وہ اپنی نمازیں لوٹائیں اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ''دین دار انجمن'' کے افراد جہاں جہاں مسلمانوں کو دھوکہ دے کر امامت کررہے ہوں ان کو مسجد سے نکال دیں ان کی تنظیم کو چندہ دینا اور ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

جلد: ۲۲ شمارہ: ۴۳ ۲۷/محرم ۳/صفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۹ تا ۲۵/مارچ ۲۰۰۴ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مدیر
مولانا اللہ وسایا

مدیر مسئول
محمد اکرم طوفانی

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اظہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد مرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
تعلیمات نبویؐ کے انقلابی اثرات (مولانا مفتی محمد تقی عثمانی)	6
کامیابی کی ضمانت (مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)	10
ختم نبوت اور مرزا قادیانی (مولانا عزیز احمد قاسمی)	13
والدین کے پانچ حقوق (مولانا زین العابدین)	15
فراست فاروقیؓ (مولانا محمد صادق قاسمی خیرآبادی)	18
انسان کی ذمہ داری (مولانا محمد رابع حسنی ندوی)	20
بزرگوں کی باتیں (مولانا منظور احمد الحسینی)	21
انجانا پنچھی (عمار عامر)	24
امت کی بیداری اور ذرائع ابلاغ (امین شجاع)	26

زرتعاون بیرون ملک، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 یا اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک جامع مسجد باب الرحمت برانچ کراچی پاکستان ارسال

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲، ۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karach.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ووٹر لسٹ اور عقیدۂ ختم نبوت

الیکشن کمیشن کی جانب سے ووٹر لسٹ فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کے حلف نامے کی بحالی کا مطالبہ ایک جائز مطالبہ تھا۔ اس حلف نامے کے حذف کیے جانے سے قادیانیوں کو تقویت پہنچی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کے نتیجے میں اس حلف نامے کے حوالے سے یہ حکم جاری کیا گیا کہ جس ووٹر پر اعتراض کیا جائے گا اس سے پریذائیڈنگ آفیسر حلف نامہ بھروائے گا۔ چونکہ یہ احکامات مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان فرق کو واضح نہیں کرتے تھے اور اس کی وجہ سے بہت سارے وہ قادیانی 'مسلمانوں کی فہرست میں شامل تھے جنہوں نے عوام الناس کے سامنے اپنی اصل شناخت چھپائی ہوئی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے مطالبہ کیا تھا کہ تمام ووٹر لسٹ فارم نئے چھاپے جائیں جو عقیدۂ ختم نبوت کے حلف نامے پر مشتمل ہوں۔ حکومتی احکامات کے ایک سال گزرنے کے باوجود نئے فارم نہیں چھاپے گئے تو بالآخر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے لاہور ہائیکورٹ کے راولپنڈی بینچ میں الیکشن کمیشن کے خلاف رٹ دائر کردی۔ عدالت نے یہ کہہ کر درخواست خارج کردی کہ الیکشن کمیشن نے حلف نامے کی بحالی کا اعلان کر دیا ہے۔ مگر عملاً حلف نامہ اب بھی بحال نہیں کیا گیا۔ عدالت کے اس فیصلے کے خلاف ایک ماہ کے اندر اندر سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی جاسکتی تھی۔ جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سپریم کورٹ میں جانے کی دھمکی دی تو ۲۷ دن پورے ہوتے ہی الیکشن کمیشن نے باقاعدہ حلف نامے والے فارم جاری کردیے جن کے تحت مسلمانوں اور قادیانیوں کے ناموں کا الگ الگ ووٹر لسٹوں میں اندراج کیا جائے گا۔ اس حوالے سے جو خبر اخبارات میں شائع ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

''الیکشن کمیشن نے ووٹر فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ عملاً بحال کر دیا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے احتجاج پر ایک سال قبل صدر پرویز نے بحالی کے احکامات جاری کیے تھے مگر الیکشن کمیشن نے عملدرآمد نہیں کیا تھا

اسلام آباد (اسٹاف رپورٹر) الیکشن کمیشن آف پاکستان نے بار بار اعلانات کے بعد بالآخر عملاً ووٹر فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ بحال کر دیا' جس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے عدالت عالیہ جانے کا فیصلہ واپس لے لیا۔ تفصیلات کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ووٹر فارم سے ختم نبوت کا حلف نامہ ختم کرنے پر ملک بھر میں احتجاج کیا تھا' جس پر ایک سال قبل صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے بحالی کے احکامات جاری کیے مگر ایک سال گزرنے کے باوجود الیکشن کمیشن نے حلف نامہ بحال نہیں کیا' جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اکثر قادیانیوں نے اپنا اندراج مسلم ووٹر لسٹ میں کروانا شروع کر دیا' جس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے لاہور ہائیکورٹ راولپنڈی بینچ میں الیکشن کمیشن کے خلاف رٹ دائر کردی جس کے فوراً بعد بحالی کا اعلان کر دیا اور ساتھ ہی رٹ بھی خارج کردی گئی مگر عملاً حلف نامہ بحال نہیں کیا اور کہا کہ جس کی نشاندہی کروائی گئی' اس سے حلف نامہ علیحدہ سے پُر کروایا جائے گا جس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سپریم کورٹ میں رٹ دائر کرنے کی دھمکی دی جو کہ ایک ماہ کے اندر اندر دائر کرنی تھی مگر ۲۷ دن پورے ہوتے ہی الیکشن کمیشن نے باقاعدہ حلف نامہ کے فارم جاری کر دیئے' جن کے تحت مسلم اور غیر مسلم علیحدہ فارم پُر کریں گے واضح رہے کہ اس سے قبل دو بار اعلان ہوا تھا کہ حلف نامہ فارم بحال ہو گیا مگر یہ حقیقت میں بحال نہیں ہوا تھا اور حکومت بیرونی دباؤ پر تاخیری حربے استعمال کر رہی تھی۔'' (روزنامہ 'اسلام' ۸/ مارچ ۲۰۰۴ء)

اس خبر سے آپ پر اس ضمن میں اختیار کیے گئے تاخیری حربے بھی واضح ہو گئے ہوں گے اور عقیدۂ ختم نبوت جیسے اہم عقیدے اور قادیانیوں کو

ز خروم تک چھوٹ دینے کی کوششیں بھی لیکن الحمدللہ! اللہ کے فضل سے قادیانیوں اوران کے پشت پناہوں کی تمام تدابیر ناکام ہوگئیں اور عقیدۂ ختم نبوت کے حلف نامے پر مشتمل ووٹر لسٹ فارم کا اجراء ہوگیا۔ یہاں ہم یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ حکومت الیکشن کمیشن اور دیگر متعلقہ محکموں میں موجود افراد کے خلاف سخت ایکشن لے جو حکومتی اقدامات کے عملی نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے۔ یہ لوگ آج نہیں تو کل حکومت کے لئے سنگین مسئلہ کھڑا کرسکتے ہیں اور امن وامان کی صورتحال کی خرابی کے ذمہ دار بن سکتے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ ایسے افراد کی تحقیقات کروائے اور ملزمان کو منظر عام پر لائے۔

فرانس میں مساجد کی شہادت

گیارہ ستمبر کے بعد سے مسلمانوں اوران کی عبادتگاہوں کے خلاف عالمی سطح پر جونفرت انگیز مہم چل رہی ہے‘اس کا نتیجہ یہ سامنے آرہا ہے کہ مختلف مقامات پر مسلمانوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے جبکہ ان کی مساجد کو نظر آتش کرکے شہید کیا جارہا ہے۔ اس حوالے سے فرانس میں رونما ہونے والے واقعات کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے:

”فرانس: دومساجد کو نذر آتش کرنے پر مسلمانوں کا شدید احتجاج

حملہ غارت گری نہیں بلکہ سوچی سمجھی کارروائی ہے‘ حملے کے خلاف مسلمانوں کی احتجاجی ریلیاں‘ فرانسیسی صدر کا اظہار مذمت

پیرس (آن لائن) فرانس میں مساجد پر حملے کے خلاف جنوب مشرقی قصبے اینسی میں احتجاجی ریلی نکالی گئی‘ جس میں ڈھائی سو سے زائد افراد نے شرکت کی۔ بی بی سی کے مطابق ریلی کا اہتمام ”فرانسیسی کونسل آف مسلم فیتھ“ نے کیا تھا۔ اس موقع پر کونسل کے صدر کمیل کتبین نے احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ غارت گری کا واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ مساجد پر حملہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے سینئر فرانسیسی سیاستدانوں کی جانب سے اس واقعہ پر احتجاج نہ کرنے پر سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ فرانس میں انتخابی عمل قریب ہے اور کئی سیاستدان مساجد پر حملوں پر احتجاج کرنے کی جرأت نہیں کررہے کیونکہ انہیں خدشہ ہے کہ ان کے ووٹ ضائع ہوجائیں گے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ ایسے واقعات سے فرانس میں مذہبی کشیدگی پھیل سکتی ہے۔ دریں اثناء فرانس کے صدر ژاک شیراک نے جنوبی فرانس میں دومساجد کو آگ لگانے کے واقعات کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ واقعہ کے ذمہ دار افراد کو گرفتار کرکے سزا دی جائے گی۔ فرانس کے جنوبی شہر اینسی میں دو مساجد پر الگ الگ حملے کئے گئے تھے جس سے ایک مسجد شہید ہوگئی تھی۔ فرانسیسی صدر کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ صدر شیراک کو مساجد پر حملوں کا سن کر گہرا صدمہ پہنچا ہے وہ ان مجرمانہ حملوں کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔“ (روزنامہ ”اسلام“ ۸/مارچ ۲۰۰۴ء)

یوں تو فرانس سمیت تمام یورپی ممالک انسانی حقوق کے علمبردار بنتے ہیں لیکن جب معاملہ اسلام اور مسلمانوں کا ہوتا ہے تو ان کی تمام تر علمبرداری خاک میں مل جاتی ہے اور وہ ایک خالصتاً عیسائی بنیاد پرست ملک کا کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ اس سے قبل بعض مسلم طالبات کے اسکارف اوڑھنے پر پابندی کے واقعات کی گونج ابھی مدھم نہ پڑی تھی کہ مساجد کو نظر آتش کرنے کے واقعات رونما ہوئے جنہوں نے مغرب کی سیکولرذہنیت کا پردہ چاک کرکے اندر چھپے ہوئے عیسائی بنیاد پرست ذہنیت کو بے نقاب کردیا ہے۔ ان واقعات پر تمام مسلم ممالک کو فرانس سے شدید احتجاج کرنا چاہئے اور اس سے مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ مسلمانوں اوران کی عبادتگاہوں کے خلاف حملوں کی روک تھام کرے۔ اس قسم کے واقعات کا تسلسل یقیناً عالمی امن کے لئے سنگین خطرہ ہے جس کا انسداد ضروری ہے۔

تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلابی اثرات

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

محسن انسانیت' سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کے لئے ایک عظیم اور مثالی معلم بن کر تشریف لائے تھے' ایسے معلم جن کی تعلیم و تربیت نے صرف تیئیس سال کی مختصر مدت میں نہ صرف پورے جزیرۂ عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی' بلکہ پوری دنیا کے لئے رشد و ہدایت کی وہ ابدی قندیلیں بھی روشن کر دیں' جو رہتی دنیا تک انسانیت کو عدل و انصاف' امن و سکون اور عافیت و اطمینان کی راہ دکھاتی رہیں گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئیس سال کی مختصری مدت میں جو حیرت انگیز انقلاب برپا کیا' اس برق رفتاری اور اس کے ہمہ گیر اثرات نے ان لوگوں کو بھی انگشت بدنداں کر دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مشن کے سخت مخالف رہے ہیں' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کا حیرت انگیز کرشمہ تھا کہ تیئیس سال کی مختصر مدت میں صحرائے عرب کے جو وحشی علم و معرفت اور تہذیب و تمدن سے بالکل کورے تھے وہ پوری دنیا میں علم و حکمت اور تہذیب و شائستگی کے چراغ روشن کرتے ہیں' جو لوگ کل تک ایک دوسرے کے خون سے اپنی پیاس بجھا رہے تھے وہ آپس میں بھائی بھائی بن جاتے ہیں' جہاں ہر طرف قتل و غارتگری کی آگ بھڑک رہی تھی' وہاں امن و آشتی کے گلاب کھل اٹھتے ہیں' جہاں ظلم و بربریت کا دور دورہ تھا وہاں عدل و انصاف کی شمعیں روشن ہو جاتی ہیں' جہاں پتھر کے بتوں کو سجدے کئے جا رہے تھے' وہاں توحید کا پرچم لہرانے لگتا ہے' اور بالآخر عرب کے یہ صحرانشین جو اپنی جہالت کی وجہ سے دنیا بھر میں ذلیل و خوار تھے' ایران و روم کی عظیم سلطنتوں کے وارث بن جاتے ہیں اور ساری دنیا ان کے عدل و انصاف' ان کی رحمدلی اور ان کی شرافت نفس کے گن گانے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کا جو سو فیصد نتیجہ دنیا نے دیکھا ہے' تاریخ انسانیت کے کسی اور معلم کے یہاں اس کی نظیر نہیں ملتی' آج ہم اسی بات کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کی وہ کیا بنیادی خصوصیات تھیں جنہوں نے دنیا بھر میں یہ حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا؟

موضوع تو بڑا طویل اور تفصیل کا محتاج ہے اور واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تعلیم و تربیت کی تمام خصوصیات کا احاطہ کسی بھی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے' لیکن آج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تربیت کی صرف دو خصوصیات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں' جو اپنی محدود بصیرت اور مطالعے کی حد تک مجھے سب سے زیادہ بنیادی معلوم ہوتی ہیں:

ان میں پہلی خصوصیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت' دلسوزی و خیر خواہی اور رحمدلی و نرم خوئی ہے' چنانچہ خود قرآن کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت کا ذکر فرما کر اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا بہت بڑا سبب قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

> "پس یہ اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لئے نرم خو ہو گئے' اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم درشت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔"

جس شخص نے بھی سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھائے' آپ کو طرح طرح سے اذیت پہنچائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری سیرت اس بات کی گواہ ہے کہ آپ کے دل میں کبھی ایک لمحے کے لئے انتقام کا جذبہ پیدا نہیں ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غضبناک ہونے کے بجائے ان پر ترس کھاتے تھے کہ یہ لوگ کیسی سنگین گمراہی میں مبتلا ہیں' اور ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فکر

دامن گیر رہتی تھی کہ وہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے حق بات ان کے دل میں اتر جائے اور یہ ہدایت کے راستے پر آ جائیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے معلم نہ تھے کہ محض کوئی کتاب پڑھا کر یا درس دے کر فارغ ہو بیٹھتے ہوں اور سمجھتے ہوں کہ میں نے اپنا فریضہ ادا کر دیا' اس کے بجائے آپ اپنے زیر تربیت افراد کی زندگی کے ایک ایک شعبے میں دخیل تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہر دکھ درد میں شریک اور ہر لمحے ان کی فلاح و بہبود کے لئے فکر مند رہتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی وصف کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"بلاشبہ تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک ایسا رسول آیا ہے جس پر تمہاری مشقت گراں گزرتی ہے اور جو تمہاری بھلائی کا بے حد حریص ہے اور مسلمانوں پر بے حد شفیق اور مہربان ہے۔"

علامہ نورالدین ہیثمی نے "مجمع الزوائد" میں مسند احمد اور معجم طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اور اس نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے...... ذرا تصور تو کیجئے کہ کیا فرمائش کی جا رہی ہے؟ ایک ایسے گناہ کو حلال قرار دینے کی فرمائش جس کی قباحت و شناعت پر دنیا بھر کے مذاہب و ادیان متفق ہیں اور یہ فرمائش کس سے کی جا رہی ہے؟ اس برگزیدہ ہستی سے جس کی عصمت و عفت کے سامنے فرشتوں کا بھی سر جھک جاتا ہے' کوئی اور ہوتا تو اس نوجوان کو مار پیٹ کر یا کم از کم ڈانٹ ڈپٹ کر باہر نکلوا دیتا' لیکن یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کا کام برائی پر خفگی کا اظہار کر کے پورا نہیں ہو جاتا تھا' بلکہ جو اس برائی کے علاج کو بھی اپنا فریضہ سمجھتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس نوجوان کے خلاف بغض و غضب کے بجائے ہمدردی اور رحم کے جذبات پیدا ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناراض ہونے کے بجائے اسے پیار سے اپنے پاس بلایا' اپنے قریب بٹھایا' اس کے کندھے پر مشفقانہ ہاتھ رکھا اور محبت بھرے لہجے میں فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کہ جو عمل تم کسی اجنبی خاتون کے ساتھ کرنا چاہتے ہو' اگر کوئی دوسرا شخص تمہاری ماں کے ساتھ کرنا چاہے تو کیا تم اس کو گوارا کرو گے؟ نوجوان کے ذہن و فکر کے بند دریچے ایک ایک کر کے کھلنے لگے' اس نے کہا: نہیں' یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں کے لئے یہ بات پسند نہیں کرتے' اچھا یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص تمہاری بہن کے ساتھ یہ معاملہ کرے تو کیا تم اس کو گوارا کرو گے؟ نوجوان نے عرض کیا: نہیں' یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بات تمہیں اپنی بہن کے لئے گوارا نہیں' دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے ساتھ اسے پسند نہیں کرتے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اس نوجوان کو مثالیں دے دے کر سمجھاتے رہے اور آخر میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا بھی فرمائی:

"یا اللہ! اس کے گناہ کو معاف فرما دیجئے اور اس کے قلب کو پاک کر دیجئے اور اس کی شرمگاہ کو عفت عطا فرمائیے' یہاں تک کہ جب وہ مجلس سے اٹھا تو اس گناہ کے عمل سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو چکا تھا۔"

(مجمع الزوائد جلد اول صفحہ:۱۲۹ طبع بیروت کتاب العلم باب فی ادب العالم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نوجوان پر غیظ و غضب کا اظہار کر کے اپنے مشتعل جذبات کی تسکین کر سکتے تھے' لیکن اس صورت میں آپ کو اس نوجوان کی زندگی تباہ ہوتی نظر آ رہی تھی' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم خوئی' حکمت اور تدبر و تحمل ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ نوجوان ہلاکت کے گڑھے سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا' کاش کہ آج کے مصلحین' اساتذہ اور واعظین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل پیرا ہو سکیں تو آج انہیں اپنے نوجوانوں کی بے راہ روی کی شکایت نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تعلیم و تربیت کی دوسری اہم خصوصیت جسے میں اہمیت کے ساتھ اس وقت ذکر کرنا چاہتا ہوں اور جو احقر کی نظر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تربیت کی سب سے زیادہ موثر خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروؤں کو جس جس بات کی تعلیم دی' اس کا بذات خود عملی نمونہ بن کر دکھایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ و نصائح اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت صرف دوسروں کے لئے نہ تھی' بلکہ سب سے پہلے اپنی ذات کے لئے تھی' اللہ تعالیٰ نے بہت سے معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رخصت و سہولت عطا فرمائی' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رخصت و سہولت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اپنے آپ کو دوسرے تمام مسلمانوں کی صف میں رکھنا پسند فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز کی تلقین فرمائی تو خود اپنا عالم یہ تھا کہ دوسرے اگر پانچ وقت نماز پڑھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ وقت نماز ادا فرماتے تھے' جس میں چاشت' اشراق

اور تہجد کی نمازیں شامل ہیں' تہجد عام مسلمانوں کے لئے واجب نہ تھی لیکن (بقول بعض علما) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی' اور تہجد بھی ایسی کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آ جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف نہیں فرما دیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی محنت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ کرم فرمایا ہے' لیکن کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو نماز باجماعت کی تعلیم دی تو خود یہ عمل کرکے دکھایا کہ ساری زندگی نماز باجماعت کی جو پابندی فرمائی وہ تو اپنی جگہ ہے' عین مرض وفات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی جماعت کو نہیں چھوڑا' بلکہ دو آدمیوں کے کندھے کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا تو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ تھا کہ عام مسلمان اگر رمضان کے فرض روزے رکھتے تھے تو آپ کا کوئی مہینہ روزوں سے خالی نہ تھا' عام مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ صبح کو روزہ رکھ کر شام کو افطار کرلیا کریں' لیکن خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی روز مسلسل اس طرح روزے رکھتے تھے کہ رات کے وقت میں بھی کوئی غذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں نہیں جاتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو زکوٰۃ دینے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی تاکید فرمائی تو سب سے پہلے خود اپنی عملی زندگی میں اس کا بے مثال نمونہ پیش کیا' عام مسلمانوں کو اپنے مال کا چالیسواں حصہ فریضے کے طور پر دینے کا حکم تھا اور اس سے زیادہ حسب توفیق خرچ کرنے کی تلقین کی جاتی تھی' لیکن خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ تھا کہ اپنی فوری ضرورت کو نہایت سادہ طریقے سے پورا کرنے کے بعد اپنی ساری آمدنی ضرورتمند افراد میں تقسیم فرما دیتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تک گوارا نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وقتی ضرورت سے زائد ایک دینار بھی گھر میں باقی رہے' ایک مرتبہ عصر کی نماز کے بعد خلاف معمول فوراً گھر میں تشریف لے گئے اور جلد ہی باہر واپس آئے' صحابہ کرامؓ نے وجہ پوچھی تو فرمایا: مجھے نماز میں یاد آیا کہ سونے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا گھر میں پڑا رہ گیا ہے' مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ رات آجائے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پڑا رہ جائے۔ حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ گھر میں تشریف لائے' میں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا: ام سلمہؓ! کل جو سات دینار آئے تھے' شام ہوگئی اور وہ بستر پر پڑے رہ گئے' حد یہ ہے کہ مرض وفات کی حالت میں جب کہ بیماری کی تکلیف نے سخت بے چین کیا ہوا ہے' آپ کو یاد آتا ہے کہ کچھ اشرفیاں گھر میں پڑی ہیں' فوراً حکم دیتے ہیں کہ ''انہیں خیرات کردو' کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب سے اس طرح ملے گا کہ اس کے پیچھے اس کے گھر میں اشرفیاں پڑی ہوں۔''

عام مسلمانوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ تھی کہ جوش میں آکر اپنی ساری پونجی خیرات کردینا مناسب نہیں بلکہ اپنی ضرورت کے مطابق مال اپنے پاس رکھ کر باقی کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو' لیکن مسلمانوں کو اس تعلیم کا عادی بنانے کے لئے خود آپ نے اپنے عمل کا یہ نمونہ پیش فرمایا کہ گھر میں کوئی نقدی باقی نہ چھوڑی تاکہ لوگ اس طرز عمل کو دیکھ کر کم از کم اس حد تک آسکیں جو اسلام کو عام مسلمانوں سے مطلوب ہے' چنانچہ انسانیت کے اس معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی عملی تربیت کا نتیجہ تھا کہ جب قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا:

''تم نیکی کا مقام ہرگز اس وقت تک حاصل نہ کرسکو گے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔''

تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس آیت پر عمل کرنے کے لئے مسابقت کا جو غیر معمولی مظاہرہ فرمایا' وہ تاریخ انسانیت میں اپنی مثال آپ ہے' اس آیت کے نازل ہونے پر تمام صحابہ کرامؓ نے اپنی پسندیدہ ترین اشیاء خیرات کردیں اور ایسی ایسی محبوب چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کردیا جنہیں وہ سالہا سال سے حرز جان بنائے ہوئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروؤں کو زہد وقناعت کی تعلیم دی' تو خود اپنی زندگی میں اس کا عملی نمونہ پیش کرکے دکھایا۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر جب بعض صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شدت کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھایا کہ اس پر پتھر بندھا ہوا ہے تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں اپنا بطن مبارک کھول کر دکھایا' جس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مساوات اور بھائی چارے کی تعلیم دی تو سب سے پہلے خود اس پر عمل کرکے دکھایا کہ اگر دوسرے مسلمان عام سپاہی کی حیثیت سے مدینہ طیبہ کے دفاع میں خندق کھودنے کی مشقت برداشت کر رہے تھے تو ان کے

آقا اور امیر (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف قیادت و نگرانی کا فریضہ انجام نہیں دے رہے تھے بلکہ بنفس نفیس کدال ہاتھ میں لے کر خندق کھودنے میں شریک تھے اور زمین کا جتنا ٹکڑا ایک عام سپاہی کو کھودنے کے لئے دیا گیا تھا' اتنا ہی ٹکڑا آپ نے اپنے ذمہ لے لیا۔

ایثار کی تعلیم ہر معلم اخلاق نے دی ہے لیکن عموماً یہ تعلیم معلم کے الفاظ اور فلسفے سے آگے نہیں بڑھتی' اس کے برخلاف انسانیت کے اس معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے ایثار کے الفاظ کم استعمال کئے اور عمل سے اس کی تعلیم زیادہ دی۔

حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا آپ کی چہیتی صاحبزادی ہیں اور مرتبے کے لحاظ سے صرف عرب کی نہیں' دونوں جہاں کی قابل احترام شہزادی ہیں' لیکن چکی پیستے پیستے ان کی ہتھیلیاں گھس گئی ہیں' وہ آکر درخواست کرتی ہیں کہ مجھے کوئی خادمہ دلوادی جائے' لیکن مشفق باپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جواب یہ ملتا ہے کہ فاطمہ! ابھی صفہ کے غریبوں کا انتظام نہیں ہوا' اس لئے تمہاری خواہش پر عمل ممکن نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صبر و تحمل اور عفو و درگزر کا درس دیا تو خود اس پر عمل پیرا ہو کر دکھلایا' ایک مرتبہ کسی شخص کا کچھ قرضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا' اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض کا مطالبہ کیا' اور اس غرض کے لئے کچھ گستاخانہ الفاظ استعمال کئے' ساری دنیا جانتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حقوق العباد کی ادائیگی کا کس قدر اہتمام تھا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے تقاضے کے بغیر ہی اس کا قرض ضرور چکاتے' اس لئے اس شخص کے پاس اس تلخ کلامی کا کوئی جواز نہ تھا' چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہؓ نے اس شخص کا یہ گستاخانہ انداز دیکھا تو اسے اس گستاخی کا مزہ چکھانا چاہا' لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس کے تمام تر اشتعال انگیز اور تکلیف دہ رویے کو دیکھنے کے باوجود صحابہ کرامؓ سے فرماتے ہیں: "اسے رہنے دو' وہ صاحب حق ہے اور صاحب حق کو بات کہنے کی گنجائش ہوتی ہے۔"

اور عفو و درگزر کا جو معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا' وہ تو ساری دنیا کو معلوم ہے کہ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لئے ظلم و ستم کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا تھا' انہی لوگوں پر فتح پانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمادیا: "آج کے دن تم پر کچھ ملامت نہیں' جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تعلیم و تربیت جس نے دشمنوں کے دل جیتے اور جس نے ایک وحشی قوم کو تہذیب و شائستگی کے بام عروج پر پہنچایا' اس کی سب سے بنیادی خصوصیت یہ تھی کہ وہ تعلیم محض ایک فکر اور فلسفہ نہیں تھی جسے خوبصورت الفاظ کا خول چڑھا کر آپ نے اپنے پیروؤں کے سامنے پیش کردیا' بلکہ وہ ایک متواتر اور پیہم عمل سے عبارت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کی ہر ہر ادا مجسم تعلیم تھی' چنانچہ اگر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا استقراء کرکے دیکھا جائے تو اس میں قولی احادیث کی تعداد کم ہے اور عملی احادیث کی تعداد زیادہ ہے۔ علامہ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "کنز العمال" اب تک احادیث نبوی کا سب سے جامع ذخیرہ سمجھی جاتی ہے' اس کتاب میں علامہ موصوفؒ نے ہر عنوان کے تحت قولی احادیث اور فعلی احادیث کو الگ الگ ذکر کیا ہے۔ اگر اس کتاب ہی کا جائزہ لے لیا جائے تو بیشتر عنوانات کے تحت قولی احادیث کا حصہ مختصر اور فعلی احادیث کا حصہ زیادہ طویل نظر آتا ہے' جس سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ آپ کی تعلیمات نے روئے زمین پر جو حسین و دلکش انقلاب برپا کیا اس میں زبانی تعلیم کا حصہ کم اور عملی تعلیم کا حصہ زیادہ ہے۔

آج اگر ہم میں اساتذہ کی تعلیم' واعظوں اور خطیبوں کی تقریریں نتائج کے اعتبار سے بے جان اور اصلاح معاشرہ کے عظیم کام کے لئے بے اثر نظر آتی ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ آج ہمارے معلموں' واعظوں اور خطیبوں کے پاس صرف دلکش الفاظ اور خوشنما فلسفے تو ضرور ہیں لیکن ہماری عملی زندگی ان دلکش الفاظ اور خوشنما فلسفوں سے یکسر متضاد ہے اور ایسی تعلیم و تربیت نہ صرف یہ کہ کوئی مفید اثر نہیں چھوڑتی' بلکہ بسا اوقات اس کا الٹا اثر یہ ہوتا ہے کہ مخاطب ایک شدید ذہنی کشمکش اور فکری انتشار کا شکار ہوکر رہ جاتا ہے' استاذ کا بیان کیا ہوا زبانی فلسفہ اور مقرر کی شعلہ بیان تقریریں ایک محدود وقت کے لئے انسانوں کو اپنی طرف متوجہ ضرور کرلیتی ہیں' لیکن جب تک اس کے ساتھ عملی نمونہ نہ ہو تو ان تقریروں سے صرف کان متاثر ہوتے ہیں اور بہت زیادہ ہوا تو عقل ان کی صحت کو تسلیم کرلیتی ہے لیکن دلوں کو متاثر کرنے اور زندگیوں کی کایا پلٹنے کا عظیم کام اس وقت تک نہیں ہوسکتا' جب تک معلم کی تعلیم اور واعظ کا وعظ خود اس کی اپنی زندگی میں عملی طور پر رچا بسا ہوا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے معلموں اور واعظوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس راز کو سمجھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی صحیح معنی میں پیروی کرسکیں۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

کامیابی کی ضمانت

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

میرے دوستو! میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو راستہ ہم کو بتایا ہے جو تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور جو کتاب آپؐ لے کر آئے اس پر چل کر ہم دین و دنیا دونوں جگہ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں ہم اس کے بغیر کتنی بڑی عقلمندی سے کام لیں کتنے فلسفے ہوں کچھ بھی ہوں نہ ہم اس دنیا میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس دنیا میں ہم کو کامیابی حاصل ہو سکتی ہے آپ کی اطاعت ہی میں کامیابی ہے آپؐ ہی کے راستے میں فوز و فلاح ہے آپؐ ہی کے راستے میں سعادت ہے آپؐ نے جو طریقہ بتایا ہے اسی طریقے میں ہمارے لئے کامیابی اور نجات ہے ہماری عقل ہم کو کیا سمجھاتی ہے؟ ہماری عقل ہم کو یہ سمجھاتی ہے کہ آج کے فلسفہ اور آج کل کے نظام میں آج کل کی تربیت میں ترقی میں ہمارا نفس ہم کو یہ طریقہ بتاتا ہے یہ فلسفہ دیتا ہے علمی مسئلہ بتا دیتا ہے کہ کیسی دنیا اور کہاں دنیا کی فکر کیا ملت کا مفاد کیا ملت کیا ادارے کہاں کا مسلمانوں کا مسئلہ دنیا کے مسلمانوں کا مسئلہ کہاں ہندوستان کے مسلمانوں کا مسئلہ کہاں کھاؤ پیو مست رہو کماؤ زیادہ سے زیادہ کماؤ اور اولاد کے لئے زیادہ سے زیادہ چھوڑ کر جاؤ عمدہ مکانات اور بنگلے بناؤ اور جائیدادیں خریدو باہر ممالک چلے جاؤ کس فکر میں جڑے ہو تم؟ کہاں کا عقبیٰ کہاں کی آخرت؟ اور کہاں کی ملت کا مفاد کہاں کے ملت کے مسائل کہاں کی مسلمانوں کی فکر اس جھنجھٹ میں اگر ہم پڑیں گے تو ہم سے نہ کھایا جائے گا نہ پیا جائے گا یہ تو تپ دق ہے تپ دق کیوں مول لیتے ہو (Eat Drink & Benew) کھاؤ پیو اور مست رہو یہ جو یورپ کا فلسفہ (Be merry) رہنے کا جو فلسفہ ہے ہمارا نفس ہم کو یہ بتاتا ہے کہ ہمارا بڑا مسئلہ ہماری ذات کا مسئلہ ہے قوم کا مسئلہ نہیں ہے اجتماعیت کا مسئلہ اور ملت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ زید کا بکر کا اور عمرو کا ہے یہ جو اکائیاں ہیں ملت کی بڑا اکائی کا ہے ہم کو تجربہ بتاتا ہے کہ اکائی دہائی کچھ نہیں بس یہی دنیا ہے یہی آخرت ہے یہی اچھا ہے اور یہی برا ہے

اس کے نتیجہ میں کھانے کو جو کچھ بھی مل جائے اور کھانے کو تو بہت کچھ مل جاتا ہے پہننے کو تو بہت کچھ مل جاتا ہے مگر یہ ہے جانور کی سی زندگی بندر کی زندگی بندر کی زندگی کیا ہے؟ گدھے کی زندگی کیا ہے؟ بھینس کی زندگی کیا ہے؟ کھایا پی لیا اور اپنے بچوں تک کی بعض جانوروں کو فکر نہیں ہوتی ایسا دیکھا گیا ہے کہ بچہ بھی اگر منہ مار رہا ہے تو ماں اس کے منہ سے لقمہ چھین رہی ہے اسے کھانے نہیں دیتی یہ ہے حیوانیت کا فلسفہ یہ ہمارا نفس ہم کو بتاتا ہے: "وزین لھم الشیطن ماکانوا یعملون." شیطان ان کے اعمال کو آراستہ کر کے دکھاتا ہے وہ بتاتا ہے کہ دوسروں کی فکر میں تم کیوں گھلے جا رہے ہو ہر وقت دکھوں کے غم میں مبتلا رہتے ہو یہ درد یہ مرض اور یہ بیماری جس کو لگ گئی وہ گھلتا چلا جاتا ہے اس کی ہڈی کو بھی گھلا دیتی ہے یہ ہمارا نفس ہم کو بتاتا ہے اور ہمارا نفس سمجھاتا ہے کہ کہاں کا مرنا اور کہاں کا جینا: "ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیا." یہ سب کھیل ہے یہی دنیا کی زندگی ہے آج ہم زندہ ہیں کل مر جائیں گے کہاں کے ملت کے مسائل کہاں کی اجتماعیت کہاں کے ملی مفاد کیسی تعلیم و تربیت اس ملک میں کیا ہو رہا ہے کیا ہونے والا ہے آنے والی نسلوں کا حال کیا ہوگا؟ ہم پر کیا ذمہ داری ہے؟ ہم پر صرف اتنی سی ذمہ داری ہے کہ بس کھا لیں پی لیں بچوں کو پڑھائیں ان کو آگے بڑھائیں ان کو ایک کامیاب انسان بنائیں ان کے مستقبل کا کیا ہوگا؟ باقی اس ملک میں کیا ہونے والا ہے؟ مسلمانوں کا کیا ہونے والا ہے اس فکر میں ہم کیوں پڑیں یہ فلسفہ ہے نفس کا نفسانیت کا اور حیوانیت کا انفرادیت کا جب کوئی قوم اس فلسفہ میں مبتلا ہو جاتی ہے اور نفسی نفسی میں پڑ جاتی ہے اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ ایک چھوٹا سا کنبہ آج وہ کنبہ بھی مختصر ہو رہا ہے اپنی ہی زندگی میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کنبہ روز بروز مختصر ہو رہا ہے پہلے چچازاد بھائی تایازاد بھائی ماموں زاد پھوپھی زاد بھائیوں کا پورے کنبے سے تعلق تھا جب انسانیت کا تعلق تھا تو پوری برادری کے ساتھ تعلق تھا گاؤں کا ہر

بچہ اپنا بچہ معلوم ہوتا تھا اور ہر آدمی اپنا بھائی معلوم ہوتا تھا' جب اس کے بعد مادیت کارفرما ہوگئی تو یہ بات آئی کہ اگر ایک محلے کے کسی بچے کو دوسرے محلے کے بچے نے چھیڑ دیا یا مار دیا تو بس بگڑ گئے کہ ہمارے محلے کے بچوں کو مارنے کی کیسے ہمت ہوئی' کیسے مجال ہوئی' ہمارے محلے کے بچے کی طرف نظر اٹھا کر کیسے دیکھا' اب اس محلے کے لوگ' اس محلے کے لوگ ایک دوسرے سے جرمن اور انگریزوں کی لڑائی کی طرح دونوں آمنے سامنے کھڑے ہوگئے' پھر محلہ میں لڑائی شروع ہوگئی' پہلے خاندان میں' سگے ماموں زاد بھائی' سگے خالہ زاد بھائی' سگے پھوپھی زاد بھائی جسے انگریزی میں (Cousins) کہتے ہیں' کا معاملہ آیا' ان سے بھی لڑنے بھڑنے کے لئے تیار' اس طرح لڑائی ہوئی' چچازاد بھائی' اور تایازاد بھائی آپس میں لڑنے لگے' اس کے بعد پھر وہ زمانہ آیا کہ بھائی بھائی کے درمیان لڑائی ہوئی' اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ سگے بھائی کی جگہ اپنی اولاد سے لڑائی ہوئی' ہم اور آپ جس زمانے سے گزر رہے ہیں' یہ زمانہ ہے اپنی اولاد کا' اگر ترقی کا حال یہی رہا' اگر یہ رفتار یونہی جاری رہی' زندگی کا سفر یوں ہی جاری رہا تو آپ دیکھ لیجئے گا کہ باپ بیٹے کا بھی نہ ہوگا۔ باپ بیٹے سے چھین کر کھائے گا' ایسا دیکھنے میں بھی آیا ہے قحط سالی کے موقع پر ایسا ہوا کرتا ہے کہ اپنے بچے کو ماں باپ نے بھون کر کھالیا' بیچ کر کھالیا' یہ آخری حد ہے جہالت کا' اگر ایسا ہی غلبہ رہا تو وہ زمانہ آجائے گا کہ جب کہ لڑکے کے منہ سے نوالہ چھین کر آدمی کھائے گا' یہ حالت ہوتی ہے نفس پرستی کی' شکم پرستی کی' سمٹتے سمٹتے تعلقات اپنی اولاد تک آگئے اور یہ بھی ختم ہوجائے گی' اولاد بھی نہ رہے گی' پھر اپنا نفس اور اس میں ترقی جاری رہے گی' تو آپ دیکھئے گا کہ ہاتھ ہاتھ کے ساتھ تعاون نہیں کرے گا' بلکہ یہ چاہے گا کہ (جیسا کہ) کل جامعہ اسلامیہ کے بچوں نے تماشا دکھایا کہ منہ سے پیسہ کو اٹھایا' ہاتھ کہے گا کہ کھانا تو آپ کو ہے' میں کیوں آپ کی مدد کروں' زمین پر لیٹ کر کے منہ کے ذریعہ کھایئے' جامعہ اسلامیہ کے بچے زمین پر لیٹ کر کے پیسہ کو اٹھا کر بھاگ گئے' ان بچوں نے جس طرح کرتب دکھایا تھا' یہ کرتب دکھائے گا کل کو انسان' ہاتھ مدد کو نہیں آئے گا' پاؤں کہے گا کہ میں کیوں چل کر کے جاؤں' کھانا تو آپ کو ہے' مزہ تو آپ کو آئے گا اور زبان وہاں تک جانے کے لئے کہے گی کہ ہم کیوں تھکیں' آپ پیٹ کے بل رینگ کر کے کھایئے گا' اسی پیٹ کو تکلیف دیجئے' پاؤں کیوں آئے اس کی مدد کے لئے' جیسے سانپ رینگتا ہے جیسا کہ اور بہت سے جانور زمین پر رینگتے ہیں' ویسے آپ جا کر کھایئے' منہ کو مزہ آئے گا' پیٹ میں جائے گا' یہ فلسفہ یہ بتاتا ہے' دیکھو اس وقت دنیا کی حالت کیا ہوتی ہے' جہنم سے بدتر ہوجاتی ہے' کسی کو فکر نہیں ہوتی' یہ بھی لیجئے جو ہے' بندر اور بیل کی طرح منہ مارنے لگیں گے' کوئی کام نہیں آئے گا...... کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا' انصاف اور بے انصافی کے الفاظ بے معنی ہوجاتے ہیں' کوئی کسی کا حق تسلیم نہیں کرتا' ایثار و قربانی دن بدن ایک قصہ پارینہ اور ایک داستان بن کر رہ جاتے ہیں' کہاں کا انصاف اور کہاں کی ناانصافی' کہاں کی قربانی' یہ باتیں پرانے زمانے کی کہاوتیں بن جاتی ہیں' اللہ کے پیغمبر ہم کو اس کے خلاف ایک نظام زندگی دیتے ہیں اور ہم کو زندگی گزارنے کا طریقہ بتاتے ہیں' یہ بھی کیا زندگی ہے کھالیا' پی لیا' پیٹ بھر لیا' یہ بھی کوئی زندگی ہے' لعنت ہو ایسی زندگی پر' جانور کی زندگی پر' بکرے کی زندگی پر' لیکن انسان کی زندگی پر خدا کی رحمت ہو' وہ کیا آدمی ہے' جس کے دل میں انسان کا درد نہ ہو' اپنے اور اپنے بچوں کا پیٹ بھرنے کی فکر ہو' دنیا میں کیا ہو رہا ہے' کسی دوسرے کا پیٹ بھر رہا ہے کہ نہیں' وہ یہ نہیں دیکھتا۔

پیغمبروں کی میراث:

پیغمبر جو زندگی بسر کرتے ہیں' اس زندگی کے لئے شریعت آئی ہے' اس زندگی کے لئے قرآن اترا ہے' خدا کے بندوں نے کوشش کی ہے کہ تعاون کی' ہمدردی کی' محبت کی' ایثار و قربانی کی زندگی عام ہو' انسان بندر نہ بنے' انسان گدھا نہ بنے' بس یہی فکر نہ کرے کہ اس کو جو کھانا مقرر ہے' جتنا دودھ مقرر ہے' جتنا چارہ مقرر ہے وہ اس کو مل جائے بلکہ اس کو یہ فکر ہو کہ میرے ہم جنس میرے جیسے انسان ہیں جن کو کھانے کو نہیں ملا ہے' ان کو بھی کھلاؤں اور وہ اسی میں خوشی محسوس کرتے ہیں' وہ دوسروں کو کھلا کر کھاتے ہیں' رکھ کر کے انہیں آرام نہیں ملتا' یہ ہے پیغمبروں کی میراث' اس کے لئے پیغمبروں نے کوشش کی ہے' پھر اس کے لئے لڑے کہ انسانوں میں درد عام ہو' انسانوں میں یہ کیفیت عام ہو۔ صحابہ کرامؓ کے واقعات آپ نے سنے ہوں گے' ایک زخمی صحابیؓ کے پاس پانی کا پیالہ لے کر گئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے ابھی کراہ سنی تھی دوسرے زخمی بھائی کی' آپ پہلے ان کو پانی پلا دیجئے' دوسرے نے کہا کہ تیسرے زخمی بھائی کی کراہ سنی تھی' اس کے پاس پانی لے گئے تو اس نے کہا کہ چوتھے بھائی کی کراہ سنی تھی' آخر میں جب پانی لے جایا گیا تو سب کے سب انتقال فرما گئے تھے' یہ ہے انسانیت کی میراث' انسانیت کی عظمت کا راز' انسان کی اشرفیت کا راز' اس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اور اس کے لئے یہ امت کھڑی کی گئی ہے' اگر یہ امت بھی اسی نفسی نفسی کے اصول پر چلا جائے' اگر نفس و شیطان کی پیروی میں آگے بڑھ جائے' حقیقت کو حقیقت نہ سمجھے اس کا انکار کردے اور یہ سمجھے کہ سوائے کھانے پینے

کے اور کوئی کام نہیں ہے تو سمجھئے کہ یہ امت مرگئی' کوئی خصوصیت اس کی باقی نہیں رہی' پیغمبروں نے فرمایا کہ اپنے میں مگن رہنا اور اپنے میں مست رہنا یہ ہلاکت ہے' جب صحابہ کرامؓ کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ ہم نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے' اپنے کاروبار کو تج دیا ہے' ہم سب کو بھول گئے' دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوگئے ہم نے اسلام کی خدمت کی' ہماری کوٹھیاں اجڑ گئیں' ہمارے کھیت برباد ہوگئے' ہماری تجارتوں کا دیوالیہ نکل گیا' اب کچھ دنوں کے لئے ہم اپنے ذاتی کاروبار کو دیکھ لیں' اس کے بعد پھر اسلام کی خدمت میں لگ جائیں گے' وہ جب اس طرح سے سوچنے لگے تو اسی وقت خطرے کی گھنٹی بجی' یہی وجہ ہے کہ ان کو فوراً تنبیہ کی گئی کہ خبردار یہ کیا خیال تمہارے دل میں آگیا ہے؟ یہ خیال پیدا کیسے ہوا؟ خبردار ایسا خیال نہ کرنا' یہ زہر کا پیالہ اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اپنے منہ سے لگالیا' ان کو یاد دلایا گیا کہ جاؤ پھر اس خیال خام سے باز آجاؤ ورنہ تمہارا کام تمام ہوجائے گا: "ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" یہ تمہارے حق میں سم قاتل ہے' یہ زہر اگر تم نے پی لیا' تم کو اگر یہ خیال آجائے کہ تم اپنے کاموں کو کرلو' تمہارے اندر یہ فکر ہے کہ تم امن سے رہو اور دین کے کام پس پشت ڈال دو تو یاد رکھو تم مرجاؤ گے' اس لئے کہ تھوڑی دیر کے لئے اگر تم اپنا کاروبار سنبھال بھی لے جاؤ گے تو کیا ہوگا؟ ملت نہیں بچے گی' "الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر" جہاں مسلمانوں کے درمیان ایک نیا رشتہ قائم کیا' ایک نئی برادری بنائی "الا تفعلوہ" اگر تم نے اپنی ملت کے کام سے کوتاہی کی' اگر غفلت سے کام لیا' اسلام کی برادری توڑ ڈالی تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر" تو دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوگا' یہ انسانیت تاراج ہوجائے گی' خاک کا ایک تودا بن جائے گا' دھول کا ایک ڈھیر ہوگا' ساری ملت کو ایک سمجھو' ساری ملت کے مفاد کے لئے ایثار و قربانی سے کام لو' اسلام کی بنیاد پر ایک عالمگیر برادری بنالو' ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا حامی و مددگار بن جائے گا۔

صحابہ کرامؓ کے ذہن میں جب یہ بات آئی کہ ذرا اپنے دنیاوی کاروبار کو دیکھ لیں تو اللہ کو ادب کہ دین کا تقاضا فوراً ان کو سمجھایا گیا' بتایا گیا کہ خبردار! یہ بہت ہلاکت انگیز خیال ہے' یہ ذاتی مسائل کو سوچنا اور ملت کے مسائل کو بھول جانا تمہارے حق میں سم قاتل ہے اور صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اس کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں کیا کیا قربانی دی' کیا بتائیں؟ ان کو اپنا مال' اپنی جان' اپنا وقت' اپنی اولاد' اپنا گھر بار کسی کی پرواہ نہیں تھی' سب چھوڑ دیا' سب خدا کے دین کو سونپ دیا' اولاد کی پرواہ نہیں تھی' تجارت کی پرواہ نہیں تھی' کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی' عمر بھر کی کمائی کی پرواہ نہیں تھی' یہاں تک کہ بچوں اور ماں باپ کی پرواہ نہیں تھی' صحابہ کرامؓ نے اسلام کو جو طاقت بخشی وہ ہماری اتنی ناقدری' اتنا ظلم اور جینے کے لالچ کے بعد بھی قائم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک قائم رہے گی۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: انتہاپسندی

یونین کے ٹوٹنے سے پہلے اس ملک کا رقبہ اس قدر بڑا تھا کہ اگر اس کے ایک حصے پر سورج غروب ہو رہا ہوتو دوسرے حصے پر سورج طلوع ہو رہا ہوتا تھا' لیکن ان دین سے محبت رکھنے والے افراد کی بے مثال قربانیوں کے طفیل روس نہ صرف یہ کہ افغانستان سے شکست کھا کر نکل گیا' بلکہ اپنا وجود بھی قائم نہ رکھ سکا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا' ممکن ہے کہ کچھ لوگ کہیں کہ یہ امریکی اسلحہ تھا جو سر چڑھ کر بولا' لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ اسلحہ امریکہ نے افغانستان پر روسی حملے کے بعد بنانا شروع کیا؟ حقائق اس کی نفی کرتے ہیں۔ امریکہ ہمیشہ سے اسلحہ سازی میں روس سے آگے رہا اور روس کو للکارتا بھی رہا' جیسا کہ اس وقت جب امریکہ نے ہائیڈروجن بم کا تجربہ کیا تو ۷/ جنوری ۱۹۵۳ء کو امریکی صدر ٹرومین نے روسی صدر جوزف اسٹالن کو دھمکی دی۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے باوجود اس امر کے کہ امریکہ نے صرف روس سے مقابلے کے لئے تنظیم "نیٹو" بنائی' لیکن کبھی روس سے لڑنے کی جرأت نہ کرسکا' روس نے اگر پہلی دفعہ شکست کھائی تو ان مجاہدین سے جو اب انتہاپسند کہلاتے ہیں' انہوں نے اپنے خون سے پاکستان کے گرد حصار باندھ دیا اور یوں کراچی کے سمندر کا گرم پانی' جس کی روسیوں کو تمنا تھا' روسیوں کے تسلط سے محفوظ رہا' ان لوگوں نے کبھی پاکستان سے کچھ نہیں طلب کیا' بلکہ اپنا سب کچھ اس پاک سرزمین پر نچھاور کردیا' نہ ستائش کی تمنا کی نہ صلہ کی پرواہ' ہمارے دانشوروں کو یہ سوچنا چاہئے کہ اگر اس ملک کا خون چوسنے والوں کو لبرل اور اس کی خاطر خون بہانے والوں کو انتہاپسند جیسے توہین آمیز الفاظ کے ساتھ یاد کیا جائے گا تو اس فضا میں جب ملک کو جواں گرم خون کی ضرورت پڑے گی تو کون اپنا خون بہا کر ملک کو بچائے گا؟

☆☆..........☆☆

☆ جس نے نرمی کی وہ اپنے ہمعصروں پر سردار بنا اور جس کا غصہ بڑھا وہ ذلت میں غرق ہوا۔

☆ مل کر رہنے میں اگر کچھ کدورت بھی ہو تو اس صفائی سے بہتر ہے جو جدائی اور علیحدگی سے حاصل ہو۔

☆ جب قریبی دشمن ہو تو وہ غیر ہے اور اگر غیر دوست ہو تو وہ قریبی ہے۔

ختم نبوت اور مرزا قادیانی

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں ختم نبوت پر بحث فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ خاتمیت تین طرح کی ہوتی ہے: (۱) خاتمیت زمانی' (۲) خاتمیت مکانی' (۳) خاتمیت رتبی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تینوں طرح کی خاتمیت ثابت ہے۔

خاتمیت رتبی پر بحث فرماتے ہوئے مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ خاتمیت رتبی کا مفہوم یہ ہے کہ نبوت کا اونچے سے اونچا مرتبہ آپ کو عطا فرمایا گیا تھا' اور جو خاتم رتبی ہو' اسے سب سے آخر میں آنا چاہئے تھا' کیونکہ اس کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہیں رہتی۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے تحذیر الناس میں ختم نبوت کے سلسلہ میں جو بحث فرمائی ہے' اس کے بعد ضرورت نہیں رہ جاتی کہ اس کو ثابت کرنے کی سعی کی جائے۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ بہاولپور میں جو بحث فرمائی ہے وہ بھی کافی وشافی ہے۔

البتہ بحث کی چیز یہ رہ جاتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو دعویٰ نبوت کیا ہے' وہ دعویٰ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟ قبل اس کے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر بحث کی جائے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت پر کچھ دلائل بیان کردیئے جائیں تو بہتر ہے۔

۱:...... سب سے پہلے تو قرآن پاک کی یہ آیت ہے: "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آج میں نے تمہارا دین مکمل کردیا' یعنی دین کی تکمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ہوگئی' اب کسی پیغمبر کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اللہ تعالیٰ نے دین کو ہر پیغمبر پر نازل فرمایا' مگر ابتدائی انسانوں کا ذہنی ارتقا زیادہ نہیں ہوا تھا۔ اس لئے جوں جوں زمانہ گزرتا گیا' انسانی ذہن میں

مولانا عزیز احمد قاسمی

ترقی ہوتی رہی۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ دین کے احکام نازل فرماتے رہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی انسانی ذہن کا ارتقا مکمل نہیں ہوا تھا' جیسا کہ انجیل مقدس کے "عہد جدید" میں مذکور ہے کہ ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے سامنے تقریر فرماتے ہوئے یہ فرمایا:

"میں بہت سی باتیں تمہیں بتا چکا ہوں' مگر بہت سی باتیں ایسی ہیں جو میں نے تمہیں نہیں بتائیں' کیونکہ تم ان کو ابھی نہیں سمجھ سکتے' میرے بعد فارقلیط آئیں گے' وہ تمہیں وہ باتیں بھی بتائیں گے جو میں بتا چکا ہوں' اور وہ باتیں بھی بتائیں گے جو میں نے تمہیں نہیں بتائی ہیں۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی ذہن کا ارتقاء اس وقت تک مکمل نہیں ہوا تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ تشریف لے جانے کے پانچ سو سال بعد تشریف لائے۔ اس وقت انسانی ذہن ارتقاء کی آخری منزل طے کرچکا تھا' یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ سے پہلے آنے والے انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں بھی سارے عالم کے انسانوں کے دماغ میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ ساری دنیا کی قوموں کی کوئی ایک انجمن ہونی چاہئے' مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا کے سارے ممالک کی پہلی انجمن بنی جو آپس کے اختلافات کی وجہ سے ختم ہوگئی' اس کے بعد دوبارہ انجمن اقوام متحدہ (یو این او) قائم ہوئی' جو آج تک قائم ہے۔ نیز ایک عالمی تنظیم اقتصادی' سماجی اور ثقافتی (یونیسکو) کے نام سے قائم ہوئی' جو آج تک قائم ہے۔ اس کے علاوہ عالمی بینک اور عالمی فوج بھی قائم ہوئی اور انسانی ذہن نے اتنی ترقی کی کہ ریڈیو' ٹیلی وژن' تار برقی' لاسلکی (وائرلیس) اور ایٹمی توانائی ایجاد کرلی اور راکٹ ایجاد کئے' جن میں سوار ہو کر انسان نے ساری دنیا کے کئی چکر لگائے اور چاند تک پہنچ گیا۔ اس سے پہلے ان چیزوں کا تصور بھی انسانی ذہن نہیں کرسکتا تھا'

کیونکہ اس کا ذہن اتنا ترقی یافتہ نہیں تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت رتبی کے بارے میں ذیل کے بیانات ملاحظہ فرمائیں:

قرآن پاک میں پارہ "سبحان الذی اسریٰ" کی ابتداء میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ المعراج میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک پہنچایا' وہاں تمام انبیأ سابقین علیہم السلام جمع تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت فرمائی اور تمام انبیأ علیہم السلام نے اقتداء کی۔ اس سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ معلوم ہوتا ہے۔ وہاں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو معراج کے لئے لے گئے اور کسی اور پیغمبر کو معراج نہیں ہوئی۔ یہ عروج کا انتہائی درجہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا۔

تمام انبیأ سابقین علیہم السلام نے جب اپنی قوم کو خطاب فرمایا تو قوم کا نام لے کر خطاب فرمایا' مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "یـــا ایـهـا الـنـاس" فرما کر خطاب فرمایا یعنی "اے انسانو!" کیونکہ آپ تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے دیگر (اب مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ) انبیأ علیہم السلام قومی نبی تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بین الاقوامی (انٹرنیشنل) نبی تھے۔ اس سے بڑا کوئی درجہ نہیں ہوسکتا۔

خود مرزا صاحب نے اپنے نبی ہونے کا صاف لفظوں میں انکار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

(۱) حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد۔

(۲) کتاب البریہ صفحہ ۱۸۴ فٹ نوٹ تحریر کردہ مرزا غلام احمد۔

(۳) ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد وصفحہ ۵۳۴ کتاب ہذا۔

(۴) انجام آتھم ص ۲۷ فٹ نوٹ تحریر کردہ مرزا غلام احمد۔

(۵) میرے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ میں اپنے بارے میں نبی ہونے کا اعلان کروں اور کافر ہو جاؤں (حمامۃ البشریٰ ص ۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد)

ان تصریحات کے ہوتے ہوئے مرزا صاحب نے پہلے اپنے ولی یا مجدد ہونے کا اعلان فرمایا (دیکھو مرزا صاحب کا پمفلٹ ۲۰/شعبان ۱۳۱۴ھ جو تبلیغ رسالت کے صفحہ ۲۸۳ پر شائع ہوا)۔

اس کے بعد اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان اس طرح فرمایا:

"خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس کی تغلیط کرنا مر ہے' میں بقسم کہتا ہوں کہ اس نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے۔" (پمفلٹ ایک غلطی کا ازالہ شائع کردہ تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد)

اس کے بعد مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"میرے اعتقاد کے مطابق نہ تو کوئی نیا پیغمبر بھیجا گیا اور نہ کوئی قدیم پیغمبر بلکہ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی نزول فرمایا ہے۔" (لیکچر مرزا غلام احمد قادیانی شائع شدہ الحکم قادیان ۳۰/نومبر ۱۹۰۱ء)

غور فرمایئے کہ پہلے محدث بنے' پھر مسیح موعود بنے اور آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بننے کا دعویٰ کیا۔

مرزا صاحب نے نبوت وغیرہ کے جو دعاوی کئے اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں شدید قسم کے جسمانی اور دماغی امراض نے گھیر رکھا تھا۔ چنانچہ اپنی تصنیف میں فرماتے ہیں:

"جب میری شادی کے بارے میں غیبی پیغامات موصول ہوئے' اس وقت میں جسمانی اور دماغی اعتبار سے بہت کمزور تھا' اور ایسے ہی میرا دل بھی کمزور تھا۔ ذیابیطس' دوران سر' اور قلبی تکلیف کے علاوہ تپ دق کی علامات ابھی تک باقی تھیں' جب ان ناگفتہ بہ حالات میں میری شادی ہوگئی' میرے بہی خواہوں کو بہت رنج ہوا' کیونکہ میری قوت رجولیت صفر تھی اور میں بالکل بڈھوں کی طرح زندگی گزار رہا تھا۔" (نزول المسیح مصنفہ مرزا غلام احمد ص ۲۰۹)

دوسری جگہ درج ہے:

"مرزا صاحب کے خاندان میں مراق کی بیماری وراثتاً نہیں تھی' بلکہ یہ چند خارجی اسباب کی بنا پر (مرزا صاحب کو) ہوگئی تھی۔ خارجی اثرات کی وجہ دماغی تکان کی کثرت' دنیاوی افکار اور قبض تھا جس کا نتیجہ مستقل دماغی کمزوری تھا' جس نے مراق کی شکل اختیار کر لی تھی۔" (میگزین ریویو قادیان ص ۱۰ اگست ۱۹۲۸ء)

شرح اسباب والعلامات سر کی بیماری مصنفہ علامہ برہان الدین نفیسی میں ہے کہ:

"کچھ مریض جو مراق کے مرض میں مبتلا ہوں' اس وہم میں مبتلا ہو جاتے

باقی صفحہ 17 پر

والدین کے پانچ حقوق

مولانا زین العابدین

"ابو اسید ساعدی جن کا اسم گرامی مالک بن ربیعہ ہے' کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ قبیلہ بنوسلمہ کے ایک آدمی نے آکر دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! میرے ماں باپ کے مرنے کے بعد بھی کوئی نیکی باقی رہ گئی ہے' جس کے ساتھ میں ان دونوں سے حسن سلوک کرتا رہوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں! ابھی پانچ نیکیاں باقی ہیں: (۱) ان دونوں کے لئے دعا کرنا' (۲) اللہ تعالیٰ سے ان دونوں کی مغفرت چاہتے رہنا' (۳) ان کے جانے کے بعد ان دونوں کے وعدے کو نافذ کرنا' (۴) اور اس ناتے کو جوڑے رکھنا جس کا جوڑ انہیں دونوں کے واسطہ سے تم کو میسر ہوگا' (۵) اور ان دونوں کے دوستوں کا احترام کرنا۔" (ابوداؤد' ابن ماجہ)

تشریح:

لائق اولاد اپنے ماں باپ کی زندگی میں تو ان سے حسن سلوک کرتی رہتی ہے' لیکن جب ماں باپ کا انتقال ہوجاتا ہے تو چند دن رو دھو کر لوگ والدین کو بھول جاتے ہیں' قبیلہ بنوسلمہ کے جو صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر یہ عظیم الشان سوال کرتے ہیں' بظاہر وہ بہت سعادت مند اور ماں باپ کی خدمت بجالانے والے تھے' ان کے والدین کا جب انتقال ہوگیا تو سمجھے کہ شاید "برالوالدین" کا فریضہ ادا ہوچکا ہے' لیکن اپنے سمجھنے پر اکتفا نہیں فرمایا' بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر یہ سوال کیا کہ کیا والدین کے تمام حقوق ادا ہوچکے ہیں؟ یا اب بھی ان کے کچھ حقوق میرے ذمہ باقی ہیں؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ حقوق باقی رہ جانے کو بتایا: (۱) والدین کے لئے دعا کرنا' (۲) ان کے لئے مغفرت کی دعا کرنا' بظاہر یہ دونوں ایک ہی حق ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ان پانچوں حقوق کو ذکر کرنے سے پہلے فرمایا گیا ہے:

"والد کی وفات کے بعد لڑکے کے لئے حسن سلوک میں سے صرف چار حق رہ جاتے ہیں (اس کے بعد انہیں کو مختصراً شمار کیا)۔" (کنز العمال)

اور ان کو دو شمار کیا جائے تو "الصلوٰۃ علیہما" سے مراد عام دعاؤں کا کرتے رہنا ہوگا اور "الاستغفار لہما" سے خاص مغفرت کی دعا کرنا مراد ہوگا۔ یہ بات طے ہے کہ آدمی کے مرجانے کے بعد بھی مرنے والے کو لوگوں کی دعاؤں سے نفع پہنچتا رہتا ہے' جیسا کہ نماز جنازہ کا حکم ہے' جس میں مرنے والے کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے اور خصوصاً اولاد کی دعا تو والدین کے لئے ان کے مرنے کے بعد بہت نفع بخش ہے اور صراحتاً صحیح مسلم' ابوداؤد' نسائی اور ترمذی کی روایتوں میں وارد ہوا ہے:

"حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے سب اعمال رک جاتے ہیں مگر تین طرف سے نہیں رکتے: (۱) اس صدقہ کی طرف سے نہیں رکتے جو چالو رہتا ہو (مثلاً وقف کے اموال)' (۲) اس علم کی طرف سے نہیں رکتے' جس سے نفع اٹھایا جاتا ہو (جیسے تعلیم دین' دینی کتابیں' مصاحف جن سے علم چلتا رہے) اور (۳) اس نیک اولاد کی طرف سے نہیں رکتے جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔" (مسلم)

اس لئے اگر کسی نے والدین کی زندگی میں ان کی خدمت کرنے میں کوتاہی بھی کردی ہو مگر مرنے کے بعد ان کے لئے برابر دعائے خیر کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے والدین کی مغفرت مانگتا رہے تو اتنے بڑے ثواب کو پاجانے کے بعد کچھ مستبعد نہیں کہ قیامت کے دن ان کے والدین بچے

کے قصور کو معاف کردیں اور یہ لڑکا بجائے نافرمان مانے جانے کے اپنے والدین کا فرمانبردار قرار دے دیا جائے اور یہ صرف قیاس نہیں ہے بلکہ ایک ضعیف حدیث میں اسی طرح منقول بھی ہے' اگرچہ سند کے اعتبار سے وہ حدیث بہت ضعیف ہے' چنانچہ کنزالعمال میں ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) کے حوالے سے یہ حدیث مذکور ہے:

"ایک آدمی کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک مرجاتا ہے' اس حال میں کہ آدمی ان دونوں کی نافرمانی کررہا تھا' مرنے کے بعد یہ لڑکا ناراض ماں باپ کے لئے دعا کرتا رہتا ہے' ان کے لئے استغفار کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس لڑکے کو ماں باپ کا فرمانبردار لکھ دیتے ہیں۔" (کنزالعمال)

ورنہ تو نافرمان لڑکے کے لئے اتنی سخت دھمکی آئی ہے کہ اس سے کہا جائے گا:

"ماں باپ کی نافرمانی کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی طاعت و عبادت کرتے رہوگے' کرتے رہو' میں تمہاری مغفرت نہیں کروں گا۔"

تنبیہ:

ہمارے سامنے کنزالعمال کا جو نسخہ ہے وہ بیروت کے مؤسسۃ الرسالہ کا چھپا ہوا ہے' اس میں "یموت والده" چھپ گیا ہے' لیکن ہمارے نزدیک "یموت والداہ" بصیغہ تثنیہ ہونا چاہئے' جیسا کہ اس کے بعد "او احدھما" سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

تیسرا حق:

"انفاذ عهدهما من بعدهما" کہ ماں باپ نے کسی سے کوئی وعدہ کررکھا ہو یا کسی سے معاہدہ کیا تھا اور اس کی مدت پوری ہونے سے پہلے انتقال ہوگیا تو بیٹوں کے حسن سلوک میں سے ہے کہ اس وعدہ کو پورا کریں اور معاہدہ نبھائیں' اسی طرح اگر اپنے مال میں سے کسی کو کچھ دینے کی وصیت کررکھی ہو تو ثلث مال سے اس کو پورا کرنا تو واجب ہی ہے' اس سے زائد کی بھی وصیت کی ہو تو اولاد کا اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک یہ ہوگا کہ اپنے اوپر ان کی وصیت ترجیح دیں اور موصی لہ کو پورا پورا ادا کریں۔ شرعاً تو یہ صرف استحباب ہے لیکن باپ کی روح کو خوش کرکے برالوالدین کا اجر حاصل کرلینا سعادت مندی ہوگی۔ بعض علماً فرماتے ہیں کہ یہی حق مشائخ اور اساتذہ کا بھی ہے جیسا کہ صحیحین میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کا مال آنے پر حضرت جابرؓ کو اس میں سے کچھ دینے کا وعدہ کررکھا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت ابوبکرؓ نے اعلان کیا کہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی وعدہ کرگئے ہوں تو وہ آئے' ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ پورا کریں گے' پھر حضرت جابر کو حضرت ابوبکرؓ نے وعدۂ نبوت کے مطابق پورا پورا مال عطا فرمایا۔

ابن عساکرؒ کے حوالے سے ایک روایت میں یوں بھی منقول ہے:

"جو شخص اپنے والدین کے انتقال کے بعد ان کے قرض کو ادا کردے اور ان کی منت کو پوری کردے' جس کی وجہ سے لوگوں کو اس کے باپ کو برا بھلا کہنے کا موقع نہ ملے تو وہ شخص اپنے باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوگیا خواہ زندگی میں ان کی نافرمانی ہی کرچکا ہو اور جو شخص ان کے قرضہ کو ادا نہ کرے اور نہ ان کی منت کو پورا کرے' جس کی وجہ سے لوگوں کو برا بھلا کہنے کا موقع مل جائے تو وہ شخص ماں باپ کا نافرمان ہوگیا' اگرچہ زندگی میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہا ہو۔" (کنزالعمال)

چوتھا حق:

یہ ارشاد فرمایا گیا: "صلة الرحم التی لا توصل الا بهما۔" رشتہ ناطے کے اسباب میں سب سے بڑا سبب ولادت ہے' ماں باپ اس لڑکے کو جنم دے کر اس کے وجود کا ذریعہ بنتے ہیں' بھائیوں سے رشتہ باپ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے' چچا اور چچازاد بھائیوں کی رشتہ داری میں بھی باپ ہی کا واسطہ ہے' ماں کی وجہ سے ماں شریک بھائی اور بہنوں اور ان کی اولاد سے ناتا پیدا ہوتا ہے' ماموں' نانا' ماموں کی اولاد' خالہ' خالہ کی اولاد ان سب کا ناتا ماں کی وجہ سے بنتا ہے علیٰ ہذا۔ اکثر رشتوں ناتوں کا جوڑ آدمی سے اس کی ماں اور باپ کے واسطہ سے ہوتا ہے' اس لئے اولاد پر صلہ رحمی کا بھی ایک عظیم فریضہ ہے اور ان رشتوں کو جوڑے رکھنا والدین کے ساتھ حسن سلوک ہے کیونکہ یہ سب رشتے ناتے والدین ہی کے رہون منت ہیں۔

جس طرح رشتہ ناتا کا جوڑنا اللہ کو محبوب اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک ہے' اسی طرح ان رشتوں کو کاٹنا اور ناتے کا توڑنا غضب الٰہی کا ذریعہ اور والدین کی نافرمانی ہے۔ اس سلسلہ میں بہت ساری حدیثیں ہیں' جن میں صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی پر دھمکی آئی ہے۔ ایک حدیث میں تو

یہاں تک ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام رحمٰن ہے' اسی سے رحم بنا کر اللہ تعالیٰ نے رحم سے فرمایا کہ جو تجھ کو جوڑے گا' میں اس کو جوڑوں گا اور جو تجھ کو کاٹے گا' میں اس کو کاٹوں گا' صلہ رحمی کے دنیاوی فائدے بھی بہت ہیں' ایک حدیث میں ہے:

"جو شخص یہ چاہے کہ اس کی روزی کشادہ ہو اور اس کی عمر لمبی ہو' اس کو اپنے رشتے ناتے کو جوڑنا چاہئے۔" (بخاری' مسلم)

پانچواں حق:

ماں باپ کے ساتھ جن مردوں اور عورتوں کی دوستی تھی' جب والدین مرگئے اور ان کے دوست زندہ ہیں تو سعادت مند اولاد کی سعادت مندی یہی ہے کہ ان کا بھی ادب و احترام کرتے رہیں' ان کے ساتھ بھی حسن سلوک اور ان کی خاطر داری میں کوتاہی نہ کریں' یہ سب چیزیں اولاد کے حق میں اپنے ماں باپ ہی کے ساتھ حسن سلوک میں داخل ہیں۔ اگر والد کی وفات کے بعد ماں نے شادی کرلی تو اس کا دوسرا شوہر اولاد کی ماں کا دوست ہے' اسی طرح ماں کی وفات کے بعد باپ نے دوسرا نکاح کرلیا تو والد کی دوسری بیوی اس کے والد کی دوست ہے' اس لئے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں ان کے اصدقاء کا ادب و احترام بھی انہیں کے ساتھ حسن سلوک ہے' جو ماں باپ کے مرنے کے بعد بھی اولاد پر باقی رکھا گیا ہے۔ یہ پوری حدیث موجودہ زمانہ میں عام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے' اپنے اپنے اوپر اس کو منطبق کرکے دیکھیں اور عمل کی نیت کریں۔ واللہ ولی التوفیق۔

☆☆............☆☆

بقیہ: امت کی بیداری

زیاں کو احساس عمل کا رخ دے دیا جائے' یہ کام بنیادی طور سے ذرائع ابلاغ کے کرنے کا ہے' ملت کے پاس جو کچھ بھی وسائل ہیں ان سے بھرپور کام لیا جانا چاہئے لیکن ملکی و قومی اور عالمی سطح کے وسائل کی طرف سے نہ تو مایوس ہونا چاہئے اور نہ ہی ان سے بے تعلق بلکہ ان ذرائع سے بھی اپنی بات اور پیغام کو پہنچانے کی کوششیں ہونی چاہئیں اور تدبیریں بھی۔

ضرورت ہے کہ حالات کی کروٹ کی بدولت ملت نے جو کروٹ لی ہے اور اس کی وجہ سے اس میں جو احساس و شعور جاگا ہے اسے باقی اور متحرک رکھا جائے' احساس کی یہ بیداری اور جذبہ بڑا مبارک ہے' بشرطیکہ اس کو صحیح اور تعمیری رخ دیا جائے' یہ آثار خوش آئند ہیں اور اقبال کی نظم مسجد قرطبہ کے ان اشعار کو یاد دلاتی ہے:

روح مسلماں میں ہے آج وہی اضطراب
راز خدائی ہے یہ کہہ نہیں سکتی زباں
دیکھئے اس بحر کی تہ سے اچھلتا ہے کیا
گنبد نیلو فری رنگ بدلتا ہے کیا
آب روان کبیر! تیرے کنارے کوئی
دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کا خواب

☆☆..........☆☆

بقیہ: ختم نبوت اور مرزا قادیانی

ہیں کہ وہ غیب کا علم رکھتے ہیں اور آئندہ ہونے والے واقعات کی پیشگوئی کرتے ہیں اور بعض مریض تو اپنے آپ کو پیغمبر سمجھتے ہیں۔" (اکسیر اعظم جلد اول ص ۱۸۸ مصنفہ حکیم محمد اعظم خان)

سیرۃ المہدی جلد ۲ ص ۵۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد میں ہے:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھے بتایا کہ مسیح موعود نے مجھے اکثر بتایا کہ مجھے ہسٹریا کی شکایت ہے اور بعض وقت وہ مراق کی شکایت بھی کرتے تھے۔"

الفضل' قادیان جلد ۱۷ نمبر ۶' ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء میں ہے کہ:

"حضرت مسیح موعود نے ایک دوا تیار کی جس کا نام "تریاق الٰہی" تھا' یہ دوا الہامی ہدایات کے ماتحت تیار ہوئی تھی' اس کا خاص جزو افیون تھی۔"

مرزا صاحب جب ایسے امراض میں مبتلا تھے اور افیونچی تھے۔ نیز برانڈی شراب بھی استعمال فرماتے تھے (دیکھو الحکم قادیان جلد ۳۹' نمبر ۳۵ ۷/نومبر ۱۹۳۶ء) تو ایسے انسان کو ایک صحیح الدماغ انسان کہنا بھی جائز نہیں ہے چہ جائیکہ پیغمبر کہا جائے۔

محمد عاشق صاحب نائب صدر مجلس احرار کی موت ہیضہ میں ہوئی تھی۔ مرزا صاحب کو انہوں نے برا بھلا کہا تھا' اس لئے مرزا صاحب نے فرمایا کہ ان کو بہت خراب موت ہوئی۔ (الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۳۰' ۴/اگست ۱۹۳۶ء)

حالانکہ خود مرزا صاحب کی موت ہیضہ کے مرض میں ہوئی۔ (رسالہ حیات مسیح ص ۱۴ مصنفہ شیخ یعقوب عرفانی' قادیان)

☆☆..........☆☆

فراستِ فاروقی رضی اللہ عنہ

مولانا محمد صادق قاسمی خیرآبادی

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکت اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک آہنی دیوار تھی' آپؓ کا دور خلافت تاریخ کا وہ زریں باب ہے' جس کی نظیر دنیا میں اب تک وجود میں نہیں آئی' اسی طرح فاروق اعظمؓ کی ذات اقدس سے خوارق عادت' کرامات و مکاشفات کا ظہور بھی بکثرت ہوا' چنانچہ آپ سے جس قدر کرامات ومکاشفات کا صدور ہوا وہ کسی اور صحابیؓ سے منقول نہیں ہے' یہاں پر چند کرامات بطور مثال پیش کی جاتی ہیں۔

ایک روز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکا یک با آواز بلند آپ نے:"یا ساریۃ الجبل الجبل" (اے ساریہؓ پہاڑ کی طرف) دو یا تین مرتبہ فرمایا' اور اس کے بعد خطبہ شروع کر دیا' تمام حاضرین حیرت واستعجاب میں تھے کہ آخر آپ کی زبان مبارک سے اثنائے خطبہ یہ بے ربط جملہ کیسے نکلا؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے بے تکلفی زیادہ تھی' لہٰذا انہوں نے دریافت کیا کہ امیر المومنین! آپ نے خطبہ کے دوران "یا ساریۃ الجبل الجبل" فرمایا؟ جواباً میں عمر فاروقؓ نے ایک لشکر کا ذکر فرمایا' جو عراق میں "نہاوند" کے مقام پر جہاد میں مشغول تھا' اس لشکر کے سردار حضرت ساریہ بن زنیم تھے' پھر آپؓ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ وہ پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور دشمن کی فوج سامنے سے بھی ہے اور پیچھے سے بھی آرہی ہے' جس کی لوگوں کو خبر نہیں ہے' یہ دیکھ کر میرا دل قابو میں نہ رہا اور میں نے آواز دی: اے ساریہؓ پہاڑ سے مل جاؤ' تھوڑے دنوں کے بعد حضرت ساریہؓ کا قاصد آیا' تو اس نے سارا واقعہ بیان کیا کہ ہم لوگ لڑائی میں مشغول تھے کہ یکا یک آواز آئی:"یا ساریۃ الجبل الجبل" اس آواز کو سن کر ہم لوگ پہاڑ سے مل گئے اور ہم کو فتح ملی۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: "جمرۃ" (چنگاری)' آپؓ نے پوچھا: کس کے لڑکے ہو؟ اس نے جواب میں کہا: "شہاب" (شعلہ)' آپؓ نے دریافت کیا کہ کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے جواب میں کہا: قبیلہ "حرقۃ" (آگ)' آپؓ نے پوچھا تمہارا گھر کہاں ہے؟ اس شخص نے کہا: "حرۃ" (گرم پتھریلی زمین)' آپؓ نے دریافت کیا کہ حرہ کہاں واقع ہے؟ اس نے جواب دیا: "لظی" (شعلہ والی آگ)' آپؓ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کی خبر گیری کرو' وہ سب جل گئے ہیں' چنانچہ وہ شخص اپنے گھر گیا تو دیکھا کہ واقعی گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اور تمام اہل خانہ جل گئے ہیں۔

ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں قیس بن حجاج سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاصؓ نے ملک مصر کو فتح کیا تو آپ کے پاس ایک مقدمہ پیش ہوا کہ اہل مصر کے یہاں سال میں ایک دن مقرر تھا' اس دن میں مصر کے لوگ آئے اور کہا کہ امیر! ہمارے اس دریائے نیل کے لئے ایک طریقہ ہے' اس طریقہ کے بغیر یہ دریا جاری نہیں ہوتا' عمرو ابن العاصؓ نے دریافت کیا کہ وہ طریقہ کیا ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ جب (مقررہ) مہینہ کی گیارہ تاریخ ہوتی ہے تو ہم لوگ ایک کنواری لڑکی اس کے والدین کو راضی کر کے لاتے ہیں اور اس کو عمدہ کپڑے اور زیورات پہنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا کہ یہ تو اسلام میں کبھی نہیں ہوسکتا' کیونکہ اسلام وہ تمام لغو اور بیکار کام جو اسلام سے پہلے ہوا کرتے تھے ان کو مٹا دیتا ہے' چنانچہ وہ لوگ کچھ دن ٹھہرے رہے اور دریائے نیل بالکل بند پڑا رہا' یہاں تک کہ بعض اہل مصر نے جلا وطنی کا ارادہ کر لیا' جب عمرو ابن العاصؓ نے یہ صورت دیکھی تو فوراً حضرت عمر فاروقؓ کے پاس ایک خط لکھا' فاروق اعظمؓ نے جواب میں تحریر

فرمایا کہ تم نے جو کچھ کیا بالکل درست کیا' یقیناً اسلام ان تمام لغویات وخرافات کو مٹانے ہی کے لئے آیا ہے جو اسلام سے پہلے ہوا کرتی تھیں اور خط کے اندر ایک رقعہ بھیج رہا ہوں' اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا' جب یہ خط عمرو ابن العاصؓ کے پاس آیا تو آپؓ نے رقعہ کھول کر دیکھا تو اس میں لکھا تھا: ''خدا کے بندے امیر المومنین عمرؓ کی طرف سے دریائے نیل کے نام معلوم ہو کہ تم اگر اپنی طرف سے جاری ہوتے ہو تو مت جاری ہونا اور اگر تم کو اللہ جاری کرتا ہے تو میں اللہ واحد وقہار سے سوال کرتا ہوں کہ تم کو جاری کر دے۔'' چنانچہ عمرو ابن العاصؓ نے یہ رقعہ دریائے نیل میں ڈال دیا' اہل مصر نے صبح کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی رات میں دریائے نیل کو سولہ ہاتھ اوپر جاری کر دیا اور اسی روز سے اہل مصر کا وہ دستور (یعنی لڑکی ڈالنے والا) اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ (الصواعق المحرقہ: ۱۰۲)

زمانہ قحط میں جب حضرت عمر فاروقؓ نے پانی برسنے کی دعا مانگی اور پانی برسا تو کچھ بدو لوگ باہر سے آئے اور انہوں نے بیان کیا کہ امیر المومنین! ہم لوگ فلاں دن فلاں وقت جنگل میں تھے کہ یکایک ایک ابر اٹھا اور اس سے یہ آواز آرہی تھی: ''اے ابوحفص! آپ کے لئے بارش آ گئی۔''

اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو ایک شخص عبداللہ بن ثوبؓ تھے' ان سے اس کذاب نے کہا کہ میری نبوت کا اقرار کرو' انہوں نے کہا کہ میں ہرگز تم کو نبی نہیں مانتا' اسود نے کہا: اچھا یہ بتاؤ کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی مانتے ہو؟ عبداللہ ابن ثوبؓ نے کہا: ہاں! یہ سن کر اسود ایسا برافروختہ ہوا کہ آگ روشن کرنے کا حکم دیا اور اس میں عبداللہ ابن ثوبؓ کو ڈلوا دیا' مگر آگ نے ان پر کچھ اثر نہ کیا' آخر اسود نے ان کو شہر بدر کر دیا' وہ مدینہ آئے جیسے ہی مسجد کے دروازے میں داخل ہوئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو اسود نے جلانے کا ارادہ کیا تھا' مگر اللہ نے بچا لیا' اس قصے کو حضرت عمرؓ نے نہ کسی سے سنا تھا نہ ہی مدینہ میں کوئی اس حال سے واقف تھا' پھر آپؓ نے کھڑے ہو کر عبداللہ ابن ثوبؓ سے معانقہ کیا اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شبیہ اس امت میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔

ایک پہاڑ کی کھوہ سے آگ نکلا کرتی تھی اور جہاں تک پہنچتی تھی سب کو جلا کر خاکستر کر دیتی تھی' حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں بھی وہ آگ نمودار ہوئی' تو آپؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ یا حضرت تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ جاؤ اس آگ کو اسی کھوہ میں داخل کر آؤ' چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے اپنی چادر سے اس آگ کو ہنکانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ آگ کھوہ میں چلی گئی اور پھر کبھی نمودار نہیں ہوئی۔

ایک مرتبہ ایک عجمی شخص مدینہ منورہ آیا اور حضرت عمرؓ کو تلاش کر رہا تھا' کسی نے بتایا کہ وہ کہیں جنگل میں سو رہے ہیں' چنانچہ وہ جنگل کی طرف گیا دیکھا کہ آپؓ زمین پر درہ سر کے نیچے رکھ کر سو رہے ہیں' اس عجمی نے اپنے دل میں سوچا کہ سارے جہاں میں اسی شخص کی وجہ سے فتنہ برپا ہے' اس کا قتل کر دینا تو بہت آسان ہے' یہ خیال کر کے اس نے تلوار نکالی ہی تھی کہ فوراً دو شیر نمودار ہوئے اور اس عجمی کی طرف لپکے' عجمی فریاد کرنے لگا' حضرت عمرؓ بیدار ہو گئے' اس عجمی نے سارا قصہ آپؓ سے بیان کیا اور مسلمان ہو گیا۔

ایک مرتبہ آپؓ کے زمانہ میں زلزلہ آیا' بار بار زمین ہلتی تھی' تو حضرت عمرؓ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور ایک درہ زمین پر مارا اور فرمایا کہ اے زمین! ساکن ہو جا! کیا میں نے تیرے اوپر عدل نہیں کیا؟ اس کے بعد فوراً زلزلہ موقوف ہو گیا۔

(بحوالہ سیرت خلفاء راشدین)

ابن عساکرؒ نے طارق ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص حضرت عمرؓ سے کچھ جھوٹی بات بھی بات میں ملا کر کہتا تھا تو آپؓ فرمادیا کرتے تھے کہ اس کو رہنے دو' پھر وہ اور بات کہتا تو آپؓ فرماتے: اسے بھی رہنے دو' وہ شخص عرض کرتا کہ میں نے جو آپ سے کہا وہ سچ ہے' مگر جس بات پر آپ نے مجھے چپ رہنے کا حکم فرمایا وہ فی الواقع غلط تھی۔

''ابن عساکرؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جھوٹ کو پہچان جاتا تھا تو وہ حضرت عمر فاروقؓ ہی تھے۔''

(تاریخ الخلفاء صفحہ: ۱۹۰)

حضرت عمر فاروقؓ اسلامی عظمت وشوکت کا نشان تھے' اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے قبول اسلام کے لئے خصوصی دعا فرمائی تھی۔

☆☆..........☆☆

توجہ فرمائیں

فتنہ قادیانیت اور دیگر باطل فتنوں سے باخبر رہنے کے لئے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا مطالعہ کیجئے۔ اس کے خریدار بنئے اور دیگر دوست واحباب کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں اشتہار دے کر جہاں آپ اپنی تجارت کو فروغ دیں گے وہاں آپ اس کار خیر میں شریک ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دیرینہ محبت وتعلق کی بنا پر قیامت کے دن شفاعت کے حقدار بھی بنیں گے۔

انسان کی ذمہ داری

مولانا محمد رابع حسنی ندوی

مسلمان کا نام "مسلم" یہ کوئی نیا نام نہیں ہے' یہ اس کے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیاؑ کے یہاں بھی اہل حق کے لئے جو اپنے رب واحد کی بندگی کرنے والے اور توحید کا عقیدہ رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی علیہ السلام کی اطاعت کرنے والے تھے' یہی نام استعمال ہوا۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ ذکر آیا ہے کہ انہوں نے ہی یہ نام اپنے ماننے والے اہل توحید کو دیا تھا اور صرف نام ہی نہیں دیا تھا بلکہ کامل شریعت بھی یہی پہنچائی' عربی کے لفظ شریعت کو دستور زندگی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے' اسلام سے قبل کے نبیوں کی شریعت ان کی قوموں کے حالات اور زمانے کے فرق کی بنا پر صرف کچھ جزوی فرق رکھتی تھی' ایک نبی کے بعد دوسرے نبی کے آنے پر یہ جزوی فرق ہوتا تھا جو آخر میں مسلمانوں کے نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

لہٰذا سابقہ نبیوں کی شریعت کو آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مکمل کردیا گیا کہ اب اس کو قیامت تک کسی فرق کے بغیر جاری رہنا ہے' اس طرح یہ امت اپنے ضوابط زندگی کے اعتبار سے بالکل کامل معیاری امت بنادی گئی' اسی کے ساتھ ساتھ اس کو دوسری امتوں کا نگراں اور گواہ بھی بنادیا گیا' شریعت ضوابط زندگی کا نام ہے' یہ ضوابط زندگی کیا ہیں؟ یہ زندگی کو دشوار بنانے والے یا اس میں تنگی پیدا کرنے والے ضوابط نہیں ہیں' یہ آسان اور قابل عمل ضوابط ہیں' ان میں انسان کی انسانیت کا تحفظ ہے' اس میں اس کے معیار کے لائق ہی سطح زندگی کو مقرر کیا گیا ہے' اس میں جہاں اپنے خالق اور مالک اور رب کو ماننے اور اس کو اپنا آقا سمجھنے کی تاکید ہے اور اس ماننے اور اس کو ظاہر کرنے کے لئے چند اعمال کے اعتبار سے آسان عبادات مقرر کی گئی ہیں' وہاں انسان کی انسانیت کے لائق برتر اور بہتر اخلاق وعادات کے اختیار کرنے کی بھی تاکید آئی ہے' مثلاً قرآن مجید میں جگہ جگہ جہاں یہ کہا گیا ہے کہ تم اپنے رب واحد کو مانو اور اس کی عبادت کرو اور اس کے برابر یا اس جیسا کسی اور کو نہ سمجھو تو وہیں جگہ جگہ یہ بھی آیا ہے کہ اپنے والدین۔ کے حقوق ادا کرو' کیونکہ انہوں نے تمہاری پرورش میں محنت کی ہے اور قربانی دی ہے' اسی طرح جہاں جہاں عبادت کے سلسلہ میں نماز پڑھنے کا حکم آیا وہاں اپنے مال میں سے غریبوں کے لئے رقم نکالنے کی تاکید بھی آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آسمانی کتاب میں جگہ جگہ اخلاق وعادات کی تاکید تفصیل سے بیان کی ہے حکم دیا ہے کہ کسی کے ساتھ ظلم نہ کرو' کسی کا حق نہ مارو اور گندی اور فحش بات نہ کہو' بخل نہ کرو اور بے ضرورت کاموں میں مال کو ضائع نہ کرو اور آپس میں میل محبت سے رہو' کمزوروں کا ساتھ دو' معاملہ جس سے بھی کرو انصاف کے ساتھ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں تاکہ انسان ان سے اپنی ضرورتیں پوری کرے اور زندگی کے فطری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے شریعت پر عمل کرے' اللہ تعالیٰ نے اس کے اصول بھی بتادیئے تاکہ انسان ان عظیم اور متنوع چیزوں سے فائدہ اٹھانے میں ان سے مدد حاصل کرے۔

انسان پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ زندگی کے نظام کو اپنے رب واحد کے حکم کے مطابق چلائے اور یہ ثابت کرے کہ اس کے اللہ نے اس کو سب مخلوقات پر علم وانصاف سے کام لینے کی فوقیت دی ہے' اس کو یہ اعزاز عطا کیا ہے کہ وہ اس عالم میں حاکم ہے' لہٰذا اسے انصاف کے ساتھ ان کی ہدایات کے مطابق نظام چلانا ہے' جو انسان کو اس نے اپنے نبیوں کے ذریعہ بتلادیا ہے اور جس کا سلسلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر تکمیل کو پہنچا اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس کو مکمل صورت بخشی گئی۔

مسلمانوں کو یہ تاکید ہے کہ رب العالمین کی طرف سے عطا کردہ اس شریعت کو اپنی زندگیوں میں جاری کریں اور دوسروں کو اس کے مطابق بنائیں' اس کو اختیار کرنے کی دعوت دیں' وہیں دوسری قوموں کا بھی یہ فریضہ بنتا ہے کہ وہ یہ معلوم کریں کہ اس شریعت میں کیا ہے' اس کو معلوم کرکے اپنے عقائد واعمال کو اس کے مطابق صحیح شکل دینے کی کوشش کریں تو ایک طرف مسلمانوں پر شریعت کی تابعداری کا صحیح اور مکمل نمونہ پیش کرنے اور اس کی دعوت دینے کا فریضہ عائد ہوتا ہے تو دوسری طرف سارے انسانوں پر بھی عقائد واعمال کے صحیح نمونہ کو اختیار کرنے کی ذمہ داری آتی ہے' اس کے ذریعہ ہی انسان دیگر ساری مخلوقات سے برتر اور بہتر مقام پر فائز قرار پائے گا اور رب العالمین کے بنائے ہوئے نظام کے قائم رکھنے میں اپنی ذمہ داری کو پوری کرے گا۔

☆☆..........☆☆

قسط نمبر۲

شیخ فریدالدین عطارؒ کے فرمودات

بزرگوں کی باتیں

مولانا منظور احمد الحسینی، لندن

پانچ چیزوں کے متعلق شیخ عطارؒ کے ارشادات:

پانچ چیزیں عمر کو گھٹاتی ہیں: (۱) بڑھاپے میں محتاجی (۲) نادار/مسافری (۳) لمبی تکلیف (۴) مردوں پر نظر ڈالنا (۵) ہر وقت دشمن کا خوف و خطرہ۔

پانچ چیزیں جو عزت کو گراتی ہیں: (۱) لوگوں سے جھوٹ بولنا (۲) بزرگوں سے لڑائی مول لینا (۳) لوگوں کے سامنے مجالس ادب و آداب کا پاس نہ رکھنا (۴) اوچھے اوباش لوگوں کی طرح چھچھورے پن سے رہنا (۵) خوش خلقی کی بجائے بدخلقی اختیار کرنا۔

پانچ چیزوں سے عزت بڑھتی ہیں: (۱) اگر تو دولت رکھتا ہے تو سخاوت میں کوشش کر (۲) حلیم بن بردباری اختیار کر (۳) وفاداری اختیار کر (۴) اپنا راز دشمن تو دشمن دوستوں کو بھی مت بتا (۴) اپنے کام ملازمت وغیرہ میں حاضر باش رہ (۵) مخلوق خدا پر بخشش کرتا رہ۔

کوئی شخص پانچ چیزیں پانچ اشخاص سے نہیں پاسکتا: (۱) بادشاہوں سے دوستی (۲) کمینے شخص سے مروت (۳) بداخلاق شخص سے سرداری (۴) حاسد شخص کو کبھی خدا کی رحمت نہیں پہنچ سکتی (۵) بہت جھوٹ بولنے والے شخص سے وفاداری کی امید۔

چھ چیزوں کے متعلق شیخ عطارؒ کے ارشادات:

اس جہاں میں چھ چیزیں کام آتی ہیں: (۱) مخلص دوست، جو ہر بات میں تعاون کرے اور موافق کھاتا (۲) پیر/استاد جو اپنے شاگردوں اور مریدوں پر مہربان ہو (۳) ہر وہ شخص جو سچی اور درست بات کہے (۴) عقل کامل کا حاصل ہونا (۵) دنیا میں اللہ تعالیٰ سے دوستی اور اس کا خوف (جس کا نتیجہ کہ اس کے دشمنوں کو دوست نہ رکھا جائے) کیونکہ یہی دوستی کام آئے گی (۶) طبیعت کا عیب جو نہ ہونا۔

آٹھ چیزوں کے متعلق ارشادت:

آٹھ عادتیں جو انسان کو ذلیل کرتی ہیں: (۱) بن بلائے کسی کا مہمان بننا (۲) وہ مہمان جو لوگوں کے گھر کا مالک بن کر حکم چلائے (۳) ایسے دو آدمی جو جہالت کی وجہ سے لڑ رہے ہوں ان کی کسی بات میں پڑنا بھی نادانی ہے (۴) کسی مجلس کا زبردستی صدر بن جانا (۵) نہ سننے والے اجتماع کو اپنی بات سنانا بھی نادانی ہے (۶) اپنی ضرورت دشمنوں سے بیان کرنے سے ذلت ہوگی (۷) کمینے آدمی سے اپنا مقصد حاصل کرنا (۸) عورت اور بچے سے کھیل کرنا بھی آدمی کو ذلیل اور رسوا کرتا ہے۔

شیخ فرید الدین عطارؒ نے اپنی منظوم کتاب "پند نامہ" میں وہ نصیحتیں جو عمومی طور پر فرمائی ہیں اور کسی مقرر کردہ تعداد کی تخصیص نہیں کی، وہ بھی کافی ہیں، ان میں سے چند ہم یہاں بیان کریں گے۔

"نفس امارہ کی مخالفت" کے زیر عنوان شیخ عطارؒ فرماتے ہیں:

"عقل مند وہ ہوتا ہے جو شکر گزار ہو پھر اپنے نفس پر قابو پانے والا ہو، وہ شخص لوگوں میں سے سب سے زیادہ بے وقوف ہے جو اپنے نفس اور خواہش کے پیچھے دوڑنے والا ہو، ہر وہ شخص جس کا سرکش نفس فرمانبردار ہوگیا وہ نیک نصیب عقلمندوں میں سے ہوگیا، کب تک تو اپنے نفس کا قیدی رہے گا؟ صبر کو اختیار کر اور قناعت کو پیشہ بنالے۔ عبادت کی مشقت میں اپنے برے نفس کی گوشمالی کرتا کہ وہ تمہیں کسی مصیبت میں نہ پھینک دے۔"

"چپ رہنے کے فائدے" کے زیر عنوان شیخ عطارؒ فرماتے ہیں:

"اے بھائی اگر تو حق کا طلب گار ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے سوا کہیں زبان نہ کھول' اے لڑکے! کان کھول کر سن لے اگر تجھے خلاصی چاہئے تو چپ سادھ رہے' جس شخص کی گفتگو زیادہ ہوگی' اس کا دل اس کے سینہ میں بیمار ہوگا' عقلمندوں کا وطیرہ چپ رہنا ہے اور جاہلوں کا طریقہ بھول جانا ہے' جھوٹ اور گلے شکوے سے چپ رہنا واجب ہے' وہ بے وقوف ہے جو ان کے کہنے کی طرف رغبت رکھتا ہے۔ اے بھائی! سوائے اللہ تعالیٰ کی تعریف کے بات نہ کر' کسی کو تنگ کرنے کے لئے بات نہ کر۔ بہت زیادہ باتیں کرنے سے جسم میں دل مر جاتا ہے' اگرچہ اس کی باتیں عدن کے موتیوں کی طرح ہوں۔"

فقیری کے بیان میں فرماتے ہیں:

"اپنی فقیری کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کر' آج کی کمائی کو کل کے لئے نہ رکھ' خاص طور پر جو اللہ تعالیٰ کل تجھے روح لوٹائے گا' غم نہ کھا آخر وہ تجھے پانی اور روٹی دے گا' کب تک تو چیونٹی کی طرح دانہ کھینچنے والا بنا رہے گا' اگر تو جواں مرد ہے تو مردوں کی طرح بھوک برداشت کر' اگر توکل پر تجھے کامیابی حاصل ہوجائے تو اللہ تعالیٰ پرندوں کی طرح تجھے روزی دے گا' فقیر مرد خدا کا شکر گزار ہوتا ہے' اگرچہ اس کو خشک روٹی کا ٹکڑا غذا کے طور پر خدا عطا فرمائے' دل کے چہرہ کو جب تو نے خواہشات سے پھیر لیا اس کے بعد جان کہ تو نے اللہ تعالیٰ کو پالیا۔"

نفس امارہ کی حقیقت معلوم کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اپنے نفس کو شتر مرغ کی طرح جان' نہ تو وہ بوجھ اٹھاتا ہے اور نہ ہوا پر اڑتا ہے' اگر اسے اڑنے کے لئے کہو تو کہتا ہے کہ میں تو اونٹ ہوں' اگر اس پر بوجھ رکھو تو کہتا ہے کہ میں پرندہ ہوں' اگر اس (نفس امارہ) کو عبادت کے لئے بلاؤ تو سستی کرتا ہے' لیکن گناہ کرنے میں چستی دکھاتا ہے' نفس کے لئے یہی بہتر ہے کہ تو اسے قید کردے' جو بھی تجھ سے فرمائش کرے تو اس کے خلاف کر' بُرے نفس کا مقصد پورا کرنا غلطی ہے' اس لئے کہ دشمن کو پالنا غلط کاری ہے۔ بھوک اور پیاس کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں (یہ علاج اس کے لئے ہے) تاکہ اسے فرمانبرداری میں سدھا جائے۔ اونٹ کی طرح اسے راستے میں لا اور اس پر بوجھ دھرلے' بندگی کا بوجھ اٹھانے کا اسے عادی بنا' اللہ تعالیٰ کی بندگی کا بوجھ جان و دل سے کھینچنا چاہئے' ورنہ کتے کی طرح آخرت میں ہانپنا پڑے گا۔"

دوسری جگہ شیخ عطارؒ فرماتے ہیں:

"اے لڑکے! نفس اور دنیا کو چھوڑ دے تاکہ تو ہر مصیبت اور خطرے سے چھوٹ جائے' اے بہت سے وہ لوگ جو نفس کی خاطر ذلیل ہوئے' مصیبت میں پڑے اور غم سے نڈھال ہوگئے' نفس ہی کی وجہ سے ناکام پرندہ آیا اور شکاری کے جال میں پھنس گیا۔"

ذکر کی فضیلت کے بیان میں فرماتے ہیں:

"اے لڑکے! ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہ' اگر تو اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف سے باخبر ہے' صبح و شام کو ذکر الٰہی سے زندہ رکھ' دنوں کو بھی غفلت میں مت گزار۔ اللہ تعالیٰ کی یاد روح کی غذا ہے' زخمی دل کے لئے مرہم کا کام دیتی ہے' اگر ایک لحظہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہا تو اس وقت تو شیطان کا ساتھی بن جائے گا۔ اے ایمان والے! اللہ تعالیٰ کی یاد بہت زیادہ کرتا کہ تجھے دونوں جہان میں عزت ملے' ذکر تین طرح پر ہوتا ہے' عام لوگوں کا ذکر زبانی ہوتا ہے' جبکہ خاص لوگوں کا ذکر دل سے ہوتا ہے اور خاص الخاص لوگوں کا ذکر پوشیدہ ہوتا ہے۔ ذکر کے لئے پہلے خلوص چاہئے' بغیر خلوص کے ذکر کب درست ہوتا ہے؟ ذکر کی دو شرطیں ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی' (۲) شوق و رغبت اور عزت کے ساتھ' ہر جوڑ کا ذکر الگ الگ ہے' سات جوڑ ذکر کرنے والے ہیں: (۱) آنکھ کا ذکر' اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا ہے' پھر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں غور کرنا ہے' (۲) ہاتھ کا ذکر عاجز مسکین کی مدد کرنا ہے' (۳) پاؤں کا ذکر اپنے رشتہ داروں کی زیارت کرنا ہے' (۴) کان کا ذکر کلام رحمانی (قرآن مجید) کو کان لگا کر سننا ہے' جہاں تک ہوسکے دن رات ذکر میں کوشش کر' (۵) دل کا ذکر اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق ہے' کوشش کرتا کہ یہ ذکر تجھے حاصل ہوجائے' (۶) زبان کا ذکر قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثنا کرنا

ہے' (ے) پورے جسم کا ذکر اس کو کہتا ہوں
سے بچاتا ہے ورنہ ذکر کی مٹھاس کیسے
حاصل ہوگی (اس حصے کا آخری شعر ہے'
ترجمہ:) سوائے ذکر الٰہی کے ہرگز ہونٹ نہ
ہلا' کیونکہ نیک و پاک لوگوں کا یہی کام رہا
ہے۔"

زندگی کی صفت کے بیان میں فرماتے ہیں:

"اے لڑکے! آدمی کی زندگی میں غم اس کی بری عادت سے پیدا ہوتا ہے' جس آدمی کے نیک کام نہ ہوں' اسے مردہ جانو' وہ زندہ نہیں ہے' جو شخص تیرا عیب سامنے کہہ دے وہ تجھے اندھیرے سے روشنی کی طرف راہ دکھاتا ہے' خاص کر جو شخص تیرا رہبر ہو' دل سے اس کا شکریہ بجالانا چاہئے۔ جہان کے عقلمندوں کو پہچان۔ اچھا خلق اور شرم بہت ہی اچھا لباس ہے' اپنے حال کو دو شخصوں سے پوشیدہ نہ رکھ' ایک ماہر علاج کرنے والے سے' دوسرے جگری دوست سے' جہاں تک ہوسکے عورتوں کی صحبت نہ ڈھونڈ' نیز اپنا راز بھی ان سے بیان مت کر' جو عمل شریعت میں ناپسند ہو اس کے ارد گرد بھی مت پھر' جو چیز اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حرام کردی ہے اسے اپنے سے دور رکھ تاکہ تو نیک نام ہوجائے' جب تک اللہ تعالیٰ تجھ پر روزی فراخ کرتا ہے تو بھی دل کھلا رکھ اور تنگی نہ دکھا' اے بھائی! ہنس مکھ اور خوش کلام ہوجا تاکہ جہاں میں تیرا نام سخی مشہور ہو' اے ہوشناک! موت کا غم نہ کھا' جب موت کا وقت آجاتا ہے تو آگے پیچھے نہیں ہوسکتا' میل اور کھوٹ سے ہمیشہ دل کو صاف رکھ' جہاں تک ہوسکے سینے میں کینہ نہ رکھ' اے بھائی! اپنے کام پر بھروسہ نہ کر' اپنا یقین اللہ تعالیٰ کی رحمت پر رکھ (یعنی جو کچھ مل رہا ہے وہ خدا کی رحمت سے مل رہا ہے: ناقل) اے لڑکے! ہمیشہ کمترین بن کر رہ کیونکہ پہلے بزرگوں کی زینت یہی چیز تھی۔ جو شخص شہوت کے ہاتھ میں قیدی ہو' اگرچہ بظاہر وہ آزاد ہے مگر تو اس کو غلام سمجھ' کمینے آدمی کے دروازے پر (اپنی ضرورت مانگنے کے لئے) ہرگز قدم نہ لے جا اور اگر تو اسے دیکھ لے تو اس کی خبر بھی نہ پوچھ' جہاں تک ہوسکے بے وقوف کا کام نہ بنا' اس سے کام تو لے مگر گزارش مت کر۔"

غصے کے پی جانے کے بیان میں فرماتے ہیں:

"اگر تجھے زمانہ میں زندگی کی لذت چاہئے تو ہمیشہ غصے اور غضب سے پرہیز کر' جب مخلوق تیری طبیعت کے موافق نہ ہو اگر تو لوگوں کی عادت سے (شرعی حدود کے اندر) موافقت کرے تو جائز ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی معرفت (پہچان) کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اے باپ کی جان! اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کر' تاکہ تجھے اپنے خدا کی خبر حاصل ہو' جو شخص اپنے خدا کو پہچاننے والا ہوا تو اسے فنا میں اپنی بقا نظر آئے گی' جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا نہیں وہ زندہ نہیں' اور وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے لائق اور مناسب نہیں' جس کو اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل نہ ہوئی وہ اپنے کسی مقصد کو پانے والا نہ ہوگا' عارف وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی پہچان والا ہو' جو عارف نہیں وہ ناشکرا ہوتا ہے۔ معرفت تو اس کی ذات میں فنا ہوجانا ہے' ہر وہ جو فنا ہونے والا نہیں ہے وہ عارف کیسے ہوسکتا ہے؟ (یعنی ذات خدا میں گویا جو اپنے آپ کو خدا کے سامنے مٹا نہ دے وہ ہرگز عارف نہیں ہوسکتا) عارف تو دنیا اور آخرت دونوں سے خالی ہوتا ہے بلکہ مولیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ اس سے فارغ ہوتا ہے (یعنی عارف کی عبادت نہ جنت کی طمع سے ہے نہ دوزخ کے خوف سے وہ تو صرف رضائے مولیٰ کا طالب ہے)۔"

دنیا کی برائی کے بیان میں فرماتے ہیں:

"یہ جہاں کس چیز کی مانند ہے' میں جواب دیتا ہوں: وہ چیز ہے' جسے آدمی خواب میں دیکھتا ہے' اے پیارے! جب تو خواب سے بیدار ہوجائے تو تجھے خواب سے کچھ بھی ہاتھ نہیں لگتا۔ ایسے ہی جب کوئی مرجائے جہاں سے کوئی چیز ساتھ نہ لے جائے (دنیا میں) جس کا کردار نیک رہا ہو (وہ نیک کردار) آخرت کی راہ میں اس کے ہمراہ رہے گا۔"

تقویٰ کے بیان میں فرماتے ہیں:

"تقویٰ کیا ہے؟ ہر مشتبہ اور حرام چیز کو چھوڑ دینا ہے' پہننے پینے اور کھانے کی چیزوں میں' جو چیز ضرورت سے زائد ہے اگرچہ حلال بھی ہو' پرہیزگاروں کے نزدیک وہ بھی معصیت ہے۔ اے بندے! اگر اچانک کوئی گناہ تجھ سے سرزد ہوجائے تو فوراً توبہ کر اور اس کی معافی مانگ۔"

(جاری ہے)

انتہا پسندی

عمار عامر

اس وقت پاکستان میں بہت سے دانشور اس بات کا شدت سے تذکرہ کررہے ہیں کہ انتہا پسندی پاکستان میں خطرے کی گھنٹیاں بجارہی ہے اور اس خطرے سے نمٹنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ کیا واقعتاً پاکستان میں انتہا پسندی کا وجود ہے؟ اس بات پر بحث کرنے کے لئے ہمیں دنیا کی مختلف تہذیبوں میں انتہا پسندی کے رجحانات کا جائزہ لینا ہوگا۔ امریکہ میں بے شمار انتہا پسند جماعتیں ہیں' جن کے ہولناک نظریات کا تصور ہی لرزا دینے کے لئے کافی ہے۔ ان بے شمار تنظیموں میں سے ایک تنظیم "آرین نیشن" یہ سفید فاموں کی تنظیم ہے جو کہ انتہا پسند نسلی اور مذہبی تصورات رکھتی ہے۔ اس تنظیم کے عقائد کے مطابق کالے لوگ انسانی مخلوق نہیں ہیں اور امریکہ صرف سفید فام لوگوں کی جگہ ہے۔ اس تنظیم کے ترجمان لیوس بیم کے نزدیک "آرین نیشن" کا مقصد امریکہ میں موجود غیر سفید اقوام کے وجود سے امریکہ کو پاک کرنا ہے' اس کے علاوہ غیر سفید لوگوں کے خیالات اور اثرات سے امریکہ کو پاک کرنا اس تنظیم کے مقاصد میں ہے۔

اسی طرز کی اور بے شمار تنظیمیں ہیں جو کہ اسلحے کے وسیع ذخائر رکھتی ہیں۔ اپریل ۱۹۸۵ء میں (سی اے ایس) نامی تنظیم کے ۲۲۰ ایکڑ رقبے پر پھیلے ہوئے ہیڈ کوارٹر پر پولیس نے چھاپا مارا تو وہاں سے اسلحے کے ڈھیر برآمد ہوئے' لیکن جو بات لرزا دینے والی ہے وہ یہ ہے کہ اس مقام سے ۱۱۰ لیٹر سائنائیڈ زہر سے بھرا ہوا ایک برتن بھی برآمد ہوا' یہ زہر اس قدر خطرناک ہوتا ہے کہ اس کی معمولی سی مقدار صرف ہتھیلی پر رکھنے سے موت واقع ہوجاتی ہے۔ اس زہر کو رکھنے کا مقصد اس علاقے میں ناپسندیدہ لوگوں مثلاً کالوں کو موت کے گھاٹ اتارنا تھا کہ تو موقع پاکر اس شہر کو جس جگہ سے پانی مہیا کیا جاتا ہے' وہاں کی مرکزی ٹینکی میں یہ زہر ڈال دیا جائے تاکہ لاکھوں افراد ایک ہی دن میں ہلاک ہوسکیں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی بروقت کارروائی نے ایک ہولناک تباہی سے بچالیا۔ تصور کیجئے کہ اگر اس تنظیم کا منصوبہ کامیاب ہوجاتا تو کیا ہولناک تباہی ہوتی کہ لاکھوں انسانوں کا شہر بغیر کسی جرم کی سزا کے لاشوں میں تبدیل ہوجاتا۔ کیا اس سے بڑھ کر انتہا پسندی کی مثال پیش کی جاسکتی ہے؟

جون ۱۹۹۸ء میں امریکہ کی ریاست ٹیکساس میں تین سفید فام افراد نے ایک کالے رنگ کے فرد کو پکڑا اور اس کو زنجیر سے جکڑ کر ایک ٹرک کے پیچھے باندھ دیا' پھر انہوں نے ٹرک کو چلانا شروع کیا اور وہ کالا ٹرک کے پیچھے گھسٹتا رہا حتیٰ کہ وہ مرگیا۔ اس مختصر مضمون میں ان انتہا پسندوں کے کارنامے درج کرنا ممکن نہیں۔

یہ انتہا پسند لوگ کون ہیں؟ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ کسی "پسماندہ دینی مدرسے" سے فارغ التحصیل نہیں' بلکہ انتہائی "اعلیٰ تعلیم یافتہ" ہیں۔ "آرین نیشن" کے سربراہ رچرڈ بٹلر ایک ایرواسپیس انجینئر ہیں۔ ولیم پارس اور یگان یونیورسٹی میں فزکس کے پروفیسر تھے' انہوں نے "نیشنل الائنس" کی بنیاد رکھی۔ آنجہانی ولیم گیل امریکی فوج میں کرنل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور "Posse Comitatus" نامی تنظیم کی سربراہی سنبھالی اور اسی تنظیم کے لئے انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی' جس میں دہشت گردی کے طریقوں سے روشناس کرایا گیا ہے۔ "ورلڈ چرچ آف دی کریٹیٹرز" کے سربراہ ایک نامور وکیل ہیں' کرک لئی آن "کاؤس فاؤنڈیشن" کے سربراہ ایک نامور وکیل ہیں۔ اس تنظیم کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی بھی سفید رنگت کا شخص اگر انتہا پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی کالے کو قتل کردے یا اس کی املاک کو تباہ کردے اور بعد میں خود پکڑا جائے تو پھر اس سفید فام کی جان بچانے کے لئے قانونی جنگ لڑی جائے۔

امریکہ میں انتہا پسندی کے واقعات کا تناسب کیا ہے؟ اس بات کا اندازہ امریکہ کی ایف بی آئی کے اعداد و شمار سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۹۸ء میں انتہا پسندی کے واقعات کی تعداد سات ہزار سات سو پچپن تھی۔ "دی سینٹر فورز ڈومیسٹک رینیول" ایک ایسا ادارہ ہے جو انتہا پسندوں کا سراغ لگاتا ہے' اس ادارے کے جمع کردہ اعداد و شمار کے مطابق امریکہ میں انتہا پسندوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

اب ایک نظر بھارت پر ڈالتے ہیں کہ وہاں انتہا

پسندی کس سطح پر ہے؟ پچھلے سال گجرات میں جس قدر قتل کا بازار مسلمانوں کے خلاف انتہاپسند ہندوؤں نے گرم کیا' وہ ساری دنیا نے دیکھا' دو ہزار سے زائد مسلمانوں کو محض اس شک کی بنیاد پر شہید کر دیا گیا کہ جس ٹرین میں ہندو سفر کر رہے تھے اسے آگ مسلمانوں نے لگائی' یہ الزام بعد میں تحقیقات سے قطعاً غلط ثابت ہوا' کئی مسلمانوں کو آگ میں زندہ جلا دیا گیا' کئی مسلمان عورتوں کی آبروریزی کی گئی' حتیٰ کہ حاملہ عورت کے پیٹ کو چاک کر کے اس کا بچہ نکالا گیا' جسے بعد ازاں مار دیا گیا' بابری مسجد سمیت کتنی مساجد ہندو انتہاپسندوں کا نشانہ بن گئیں؟

فلسطین میں جو خونریزی جاری ہے' وہ کس سے چھپی ہوئی ہے؟ اسرائیلی فوج محض "شک" کی بنیاد پر مسلمانوں کے مکانات کو بلڈوزروں سے مسمار کر دیتی ہے' اور دودھ پیتے "دہشت گرد بچوں" کو بھی ہلاک کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتی۔ سربیا کی فوج نے بوسنیا کے مسلمانوں کا اس قدر قتل عام کیا کہ اہل مغرب نے بھی اس کو مسلمانوں کی نسل کشی قرار دیا' لیکن ان کو کسی نے "انتہاپسند" نہیں کہا۔ یہ لفظ صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

بدقسمتی سے پاکستان میں بھی بہت سے نام نہاد دانشور انتہاپسندی کو پاکستان کے لئے ایک خطرہ قرار دے رہے ہیں۔ پاکستان کے انتہاپسند افراد کن کو قرار دیا جاتا ہے؟ یہ وہ طبقہ ہے جو اسلام سے گہری وابستگی رکھتا ہے اور اس کی سچائی کا عملاً معتقد ہے' ان لوگوں نے نہ تو کبھی کالے افراد کو بلاوجہ ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا اور نہ ہی کسی غیر مذہب کے افراد کا وہ حشر کیا جو گجرات میں غیر مسلموں کے ہاتھوں ان کے مسلمان بھائیوں کا ہوا' صرف اس "شک" کی بنیاد پر کہ نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی کے ذمہ دار مسلمان تھے' یورپی ممالک اور امریکہ میں مسلمانوں اور ان کی عبادت گاہوں کو کثیر تعداد میں نشانہ بنایا گیا۔ ۱۹۷۱ء میں "ہندو" فوج نے مسلمان ملک پاکستان کی دو عمارتوں کو تباہ نہیں کیا تھا' جیسا کہ ۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء میں امریکہ میں ہوا' بلکہ دنیا کے نقشے پر موجود سب سے بڑی اسلامی ریاست کو نہایت عیاری کے ساتھ دو ٹکڑے کر دیا تھا' اور مسلمانوں کی تاریخ کی سب سے المناک شکست سے دوچار کیا تھا' اس بات کا "شک" نہیں تھا' بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی حقیقت تھی' لیکن اس کے باوجود ان "پاکستانی انتہاپسندوں" نے پاکستان میں موجود کسی بھی ہندو پر حملہ نہیں کیا' کسی ایک ہندو کی جان نہیں لی۔ ۱۹۹۲ء میں بھارت میں انتہاپسند ہندوؤں نے تاریخی بابری مسجد کو شہید کر دیا' لیکن پاکستان میں کسی "انتہا پسند" نے آج تک کسی ایک بھی مندر کو نہیں گرایا' اس کے باوجود انتہاپسندی کا لیبل مسلمانوں پر چسپاں کر دیا گیا ہے:

"مقیم کون ہوا ہے مقام کس کا تھا؟"

گزشتہ برس چند حملے عیسائیوں کی عبادت گاہوں پر ہوئے جس کی مذمت تمام دینی جماعتوں نے کی' بھارت کی پاکستان کو دہشت گرد قرار دلوانے کی کوششوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان افسوسناک واقعات کے پیچھے بھی بھارت کا ہاتھ ہوگا' اس کوشش میں کہ پاکستان بدنام ہو' اگر بھارت صدر کلنٹن کے دورے پر سکھوں کا قتل عام کر سکتا ہے' افغانستان پر امریکی حملے کے بعد جب عالمی سطح پر دہشت گردی کے خلاف فضا تھی ۱۳/دسمبر ۲۰۰۱ء کو اپنی پارلیمنٹ پر حملے کا ڈرامہ رچا سکتا ہے تو اسی مذموم مقصد کے حصول کے لئے را کے کارکنوں کے ذریعے پاکستانی مسیحیوں کی عبادت گاہ پر حملہ بھی کرا سکتا ہے۔

ایک الزام پاکستانی انتہاپسندوں پر یہ بھی عائد کیا جاتا ہے کہ دنیا میں کسی مسلمان کو خنجر لگے تو یہ تڑپتے ہیں اور سارے جہاں کا درد ان کے جگر میں ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر تباہ ہوا اور امریکہ نے اعلان جنگ کیا تو کسی نے نہیں کہا کہ برطانیہ کیوں اس جنگ میں شریک ہوا؟ حالانکہ حملے تو نیویارک میں ہوئے' برطانیہ کے شہر لندن اور برمنگھم پر نہیں۔ یہ ممالک تو خیر جنگ عظیم دوم سے ایک دوسرے کے اتحادی ہیں' ترک فوج بھی عملاً اس جنگ میں حصہ لینے کے لئے افغانستان پہنچ گئی جبکہ اس کے شہروں استنبول' انقرہ اور اناطولیہ پر کوئی حملہ نہیں ہوا' لیکن پھر بھی کسی نے ان کو بنیاد پرست نہیں کہا کہ دوسروں کی جنگیں کیوں لڑتے ہو؟ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ کسی مسلمان ملک پر کوئی غیر مسلم حملہ کرے تو مسلمانوں کو مل کر اس کا مقابلہ کرنا چاہئے تو اس پر فوراً بنیاد پرستی کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔

یہی بنیاد پرست ہیں جو پاکستان کے لئے جس کو وہ اسلام کا قلعہ تصور کرتے ہیں' اپنے خون کا آخری قطرہ تک نچھاور کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ آزادی کشمیر کے لئے کتنے ہی لوگوں نے اپنا لہو پیش کیا اور اپنے ملک سے کچھ طلب نہ کیا' بلکہ اپنی جان کو اس مقصد کے لئے دے دیا۔ جب ۱۹۷۹ء میں روس گرم پانیوں کی تلاش میں افغانستان پہنچ گیا تو پاکستان کی بقا کو خطرات لاحق ہو گئے' کیونکہ روس کی صدیوں سے یہ تاریخ تھی کہ جس ملک میں گیا پھر وہاں سے واپس نہ گیا اور جو کوئی اس کو فتح کرنے گیا زندہ واپس نہ گیا۔ اس ضمن میں جنگ عظیم کے دوران ہٹلر کی افواج کی مثال دی جا سکتی ہے' جو اپنی بے پناہ عسکری قوت کے باوجود روس میں دفن ہو گئیں۔ اس ملک کی توسیع پسندانہ کی پالیسی کا یہ نتیجہ تھا کہ ۱۹۹۱ء میں سوویت

باقی صفحہ 12 پر

امت کی بیداری اور ذرائع ابلاغ

جناب امین شجاع

معاشرہ کی فکر اور سوچ کے دھارے کو موڑنے اور متاثر کرنے میں میڈیا کا جو کردار اور ذرائع ابلاغ کا جو کردار ہے' آج وہ ایک عام شخص سے بھی مخفی نہیں ہے' نہ صرف سیاسی لحاظ سے بلکہ تہذیبی وفکری اور سماجی ومعاشرتی ہر اعتبار سے اب میڈیا کے متاثر کن کردار کو دنیا تسلیم کر چکی ہے۔

ایک طرف میڈیا کی اس قدر اہمیت اور اس کی اثر خیزی کا یہ عالم ہے اور دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ علی العموم میڈیا صیہونیت کی دسترس اور اس کی فکر کا ترجمان وعلمبردار بنا ہوا ہے' جس کا مشاہدہ اور تجربہ اب ایک عام بات ہو گئی ہے' میڈیا خرد کو جنوں اور جنوں کو خرد یوں ہی نہیں کہہ دیتا' پردہ زنگاری میں کوئی معشوق ہے جو تخریب کو تعمیر کا اور تعمیر کو تخریب کا نام دے دیتا ہے۔ مسلم دنیا اور اسلام میں' میڈیا کی دلچسپی اور انہیں منفی انداز میں پیش کرنے کے عمل کو اب واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے' مغربی میڈیا کی اسلام اور مسلمانوں سے دلچسپی ''حب علی'' میں نہیں' بغض معاویہ میں ہے' روس کے بکھر جانے اور کمیونزم کی ناکامی کے بعد مغرب اپنا واحد حریف اسلام ہی کو سمجھتا ہے۔ چنانچہ سقوط کابل اور سقوط بغداد سے قبل مغربی میڈیا نے اسلام سے متعلق جو بحثیں چھیڑیں ان سے اسلام دشمنی کی بو آتی ہے' حق تو یہ تھا کہ دوسروں کی اچھائیوں کو اپنانے کا مزاج بنایا جاتا نہ کہ اچھوں کو خراب بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی جاتی رہے! افسوس کہ اسلام کے تئیں مغربی میڈیا کا وطیرہ کچھ ایسا ہی رہا ہے اور یہ سب کچھ اس کمال ہوشیاری سے کیا جا رہا ہے کہ مسلم دنیا سے اقتصادی نفع بھی برابر اٹھایا جاتا رہے ایک طرف کبھی اعتدال پسندی اور متوازن فکر کے اظہار کے طور پر مغرب کی اہم شخصیتیں اسلام کی تعریف میں رطب للسان ہوتی دکھائی دیتی ہیں' لیکن دوسری طرف اہانت رسول کے مرتکب رشدی کو پناہ دی جاتی ہے اور نام نہاد دانشور حلقہ کی طرف سے ایسے سوالات کھڑے کئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں سے نفرت عام ہوتی جائے۔

تو مغربی میڈیا کی علی العموم یہ منفی روش سب پر ظاہر ہے لیکن تصویر کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ الحمدللہ مسلم دنیا آبادی اور وسائل کے اعتبار سے دنیا پر اثر انداز ہونے کی پوزیشن میں ہے خود یورپ میں عیسائیت کے بعد دوسرے نمبر پر اسلام کے پیروکار ہی آتے ہیں۔

اس صورت حال کی موجودگی میں کوئی وجہ نہیں ہونی چاہئے کہ مسلمان بے بسی کی زندگی گزاریں اور محض حالات کا شکوہ کرتے رہیں خدا کا شکر ہے کہ مسلمان من حیث القوم اس رخ پر سوچنے کا مزاج بنا رہے ہیں۔ چنانچہ ''مسلم ورلڈ لیگ جرنل'' نے جولائی ۲۰۰۳ء کا اپنا اداریہ اسلامک میڈیا کے عنوان سے ہی قلمبند کیا ہے اور مسلم ورلڈ لیگ کے تحت ''ورلڈ اسلامک باڈی آف میڈیا'' کی تشکیل کی بات کی ہے' جس کے مقاصد میں اسلامی کاز کے لئے کام کرنے والے ذرائع ابلاغ کی ہمت افزائی کرنا' اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے کی تدبیریں کرنا اور ان کے ذریعہ اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے مقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ صالح فکر کے حامل اور ترجمان ایسے پرکشش و مقبول عام پروگرام پیش کئے جائیں جو مغرب کے لغو اور غیر اخلاقی پروگرام کی اثر پذیری کو ختم کرنے کا باعث بن سکیں' نیز ذرائع ابلاغ سے اسلام کے تعارف کا بھی کام لیا جا سکے۔

الحمدللہ! ملت میں یہ احساس جاگا ضرور ہے کہ وہ اپنی ہمسایہ قوموں سے پیچھے رہ گئی ہے اور صورت حال کی تبدیلی کے لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ وہ ہنگامی پیمانہ پر منصوبہ بندی' ہوش مندی اور حقیقت پسندی کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش میں تامل نہ کرے۔ ملت کی فکری تعمیر شعور کی بیداری میں اصل دخل تو حالات کی تلخی اور برہمی کا ہے اور ان کچوکوں کا ہے جن کی ضرب ملت پر برابر پڑ رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ملت کے اس احساس

باقی صفحہ 17 پر

دل کو خدا کے واسطے پھر دل بنائیے

مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی

احمد مزے میں آپ ذرا گنگنائیے
اشعار ہی میں عشق کا دریا بہائیے

اب دل میں اپنے شمع محبت جلائیے
تاروں کی طرح رات کو پھر جگمگائیے

دل پر خدا کے نام کی ضربیں لگائیے
اور اپنے دل سے نقش دوئی کا مٹائیے

اللہ سے کچھ ایسا تعلق بڑھائیے
سنتے ہی نامِ پاک کو بس جھوم جائیے

ان کے سوا کسی سے نہ اب دل لگائیے
للہ آپ بات مری مان جائیے

اس درجہ آپ مشق تصور بڑھائیے
موجود ان کو پاس ہی ہر وقت پائیے

آنکھوں کی راہ پہلے انہیں دل میں لائیے
مقصود دیکھنا ہو تو گردن جھکائیے

ہر ماسوا کو آگ خوشی سے لگائیے
کانٹے بچھے ہیں راہ میں ان کو ہٹائیے

کچھ کام کرکے پہلے تو ان کو دکھائیے
بیکار شور آپ نہ اتنا مچائیے

تیروں پہ تیر سینہ پہ کھاتے ہی جائیے
اُف بھی زباں پہ گر اپنے نہ لائیے

دل کو خدا کے واسطے پھر دل بنائیے
یعنی خدا کی یاد سے اس کو بسائیے

سنتے ہیں؟ ان کی مرضی پہ سب کچھ لٹائیے
اسلام لا چکے ہیں اب ایمان لائیے

رحمت کا ابر بن کے جہاں بھر میں چھائیے
عالم یہ جل رہا ہے برس کر بجھائیے

خلقِ نبیؐ کا اب تو نمونہ دکھائیے
اغیار کو بھی اپنے گلے سے لگائیے

دنیا کو یہ کمال اب اپنا دکھائیے
جو مر چکے ہیں ان کو دوبارہ جلائیے

غفلت کی نیند میں نہ کسی کو سلائیے
جو محو خواب ناز ہیں ان کو جگائیے

یہ کمال زندوں کو مردہ بنائیے
بے شک کمال یہ ہے کہ مردے جلائیے

دنیا کو پھر کتاب محبت پڑھائیے
پروانہ بن کر شمع پہ خود کو جلائیے

پڑھ کر حدیث پاک جہاں کو سنائیے
یعنی رسول پاک کی محفل سجائیے

جام طہور پی چکے سب کو پلائیے
پیارے نبی کے دین پہ سب کو چلائیے

دوزخ بنی ہوئی ہے جو دنیا یہ آج کل
آپ اس کو اپنے فیض سے جنت بنائیے

دنیا تڑپ رہی ہے جو آلام و درد سے
جام شفا ضرور اسے اب پلائیے

گمراہ ہو رہے ہیں جو تاریک رات میں
مشعل جلا کے راہ ہدایت دکھائیے

نیر الامم ہیں آپ ہی فرمائیے جناب
تبلیغ آپ کرتے نہیں کیوں بتائیے

REGD. NO. SS-160

ختم نبوت زندہ باد — انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ﷺ — پاکستان پائندہ باد

25 مارچ 2004 بروز جمعرات بعد از عشاء

بمقام جامع مسجد ختم نبوۃ ملتان حضوری باغ روڈ

سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

زیر صدارت پیر سید نفیس الحسینی شاہ صاحب

زیر سرپرستی شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت خان محمد صاحب

شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

عزیز الرحمن جالندھری صاحب

مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالستار تونسوی صاحب — سرپرست اعلیٰ تنظیم اہل سنت پاکستان

خطیب العصر علامہ سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب — مرکزی راہنما جمعیت علماء اسلام پاکستان

جامع المعقول والمنقول، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی صاحب — سجاول

حضرت مولانا احسان احمد صاحب

حضرت مولانا فقیر اللہ اختر صاحب

حضرت مولانا محمد اسحاق ساقی

حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب

محمد انور — محمد حنیف — محمد جمیل خان — شہاب الدین

محمد اشرف — طارق محمود — عبدالرحمن قاسم — محمد اکرم طوفانی

اللہ وسایا — عبدالماجد — خدا بخش — بشیر احمد

محمد اسماعیل — سلطان محمود ضیاء — عبدالحق مجاہد — عبدالواحد

حاجی حبیب الرحمن، خورشید عباس گردیزی — محمد عارف خان — شیخ عبدالغفار — محمد اسلم، حاجی گلستان خان

26 مارچ خطبہ جمعہ

استاذ العلماء حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیان قبل از جمعہ

مخدوم العلماء حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی

شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

شعبہ نشر و اشاعت — عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ — فون 514122